رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷
Regd No P 67

جلد ۱۰ | ۱۸ ہجرت ۱۳۴۰ ہش | ۲ ذوالحجہ ۱۳۸۰ھ | ۱۸ مئی ۱۹۶۱ء | نمبر ۲۰

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۳ مئی (بوقت آٹھ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ "کل دوپہر حضور کو کچھ ضعف اور بے چینی کی تکلیف رہی۔ اس وقت بھی ہلکی درد باقی ہے تاہم طبیعت نسبتاً بہتر ہے"۔
احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ و الحاح کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۶ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہٗ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

یورپ میں مذہب کا مستقبل

از مکرم مولوی یحییٰ فضلی صاحب واقف زندگی مبلغ اسلام مقیم ہمبرگ (جرمنی)

گذشتہ دنوں بی بی سی ریڈیو نے یورپی نوجوانوں کے نئے رجحانات کے بارے میں چند عالمگیر شہرت کے حامل اہل فکر و نظر کی گفتگو نشر کی۔ جس میں فیشن تعلیم اور علم سے بدلتے ہوئے نظریات کا جائزہ لینے کے بعد شرکاءِ محفل مذہب کے سوال پر پہنچے۔ مشہور ناول نگار ولیم کوپر نے کہا۔
"میں اس بارہ میں نئے رجحان کی نشاندہی کے لئے اپنے گھر میں پیش آمدہ تجربہ سامنے رکھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آج میرے لئے اور میری بیوی کے لئے جنسیات سے متعلق بچوں کے سوالات و استفسارات کا جواب انتہائی آسان ہو چکا ہے اور بچے جواب پا کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ لیکن مذہب کے بارہ میں ہم ان کی تسلی نہیں کر سکتے۔ ان کے سوالات کا تسلی بخش جواب مہیا کرنا ہمارے بس کا روگ نہیں رہا"۔
اس پر شرکاءِ مجلس نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا اور آخر اس نتیجہ پر پہنچے کہ جنسی مسائل پر تو ہمارے پاس مکمل اور سمجھ میں آنے والے جواب موجود ہوتے ہیں جن سے بچوں کی تسلی ہو جاتی ہے۔ لیکن مذہب پر ہمارے پاس ایسے جواب موجود نہیں۔ جو از روئے عقل نئے ذہن کو مطمئن کر سکیں۔ چنانچہ یہی و[illegible] ہے کہ نئی پود بڑی سرعت کے ساتھ مذہب سے بیگانہ ہوتی جا رہی ہے۔

یورپ کے علاوہ امریکہ میں بھی یہ رجحان اتنا زور پکڑ گیا ہے کہ عیسائی

(۱)

حلقوں میں اس امر کا شدت سے احساس پیدا ہو رہا ہے کہ اگر اسے فوری طور پر روکنے کی انتہائی جد و جہد نہ کی گئی۔ تو آئندہ چند سالوں میں چرچ کا اثر و رسوخ ختم ہو کر پوری آبادی عیسائیت سے متنفر ہو جائے گی۔ اس سلسلہ میں امریکن ہفتہ وار جریدہ لُک (LOOK) بابت ۲۰ دسمبر ۱۹۶۰ء جلد ۲۴ شمارہ ۲۶ میں شائع شدہ ایک مضمون کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ اس مقالہ کے مصنف[۱] رائٹ ریورنڈ جیمز اے پائیک بشپ آف دی ایپسکوپل ڈیوکسی آف کیلیفورنیا ہیں (مصنف کے مرتبہ کے باعث مقالہ کی اہمیت واضح ہے) اس مقالہ کو خاص اہتمام کے ساتھ بڑی نمایاں ٹائپ استعمال کر کے ترتیب مضامین میں اول نمبر پر شائع کیا گیا ہے۔ مقالہ کا عنوان ہے "عیسائیت پسپا ہو رہی ہے" مقالہ نگار اپنے مقالہ کا آغاز کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-
"میں اپنے میں آجکل ایک عجیب و غریب خواہش پاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم عیسائیوں کو اب کے برس کرسمس کی تقریبات سے دستکش ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ تقریبات کا اہتمام فتح کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ اور آج اس پیدائش پر جس سے عیسائیت کی بنیاد پڑی ہم جیسی صدیاں گذرنے کے بعد بھی کسی فتح کی علامات دکھائی نہیں دیتیں۔ جس پر چرچ کا خوشیاں منانا بجا ہو۔ بلکہ عیسائیت آج پسپائی پر ہے"۔
مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ سطحی نظر رکھنے والوں کے نزدیک چرچ کی رکنیت بڑھ رہی ہے۔ اور عیسائیت پر کتب کی بھرمار ہو رہی ہے۔ اور ریڈیو پر مذہبی امور پر بحث مباحثہ کا وقت بڑھا دیا گیا ہے اس لئے لازماً عیسائیت ترقی پر ہے آپ نے اعداد و شمار کی روشنی میں ثابت کیا کہ چرچ کی رکنیت کے مقابل آبادی کے بڑھنے کا تناسب بہت زیادہ ہے۔ اور صرف یہی بات وجہ پریشانی نہیں بلکہ دنیا کے نقشے پر نظر دوڑائی جائے تو صورت حال بہت زیادہ پریشان کن ہے کمیونسٹ ممالک کا رقبہ پھیلتا جا رہا ہے۔ اور ان سارے ممالک میں چرچ کی ترقی کے امکانات ختم کر دیئے گئے ہیں۔ ایشیائی ممالک میں نیشنلزم نے عیسائیت کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ کیونکہ ماضی میں عیسائیت نے امپیریلزم کے جھولے میں جنم لیا ہے۔ .... کی خدائی کے گیت گاتے تھے۔ اور اب تجدید شدہ ہندو ازم اور جارحانہ رنگ اختیار کرتا ہوا اسلام گذشتہ صدیوں میں پہلی بار کھلم کھلا عیسائیت کے مقابلے پر اتر آیا ہے۔
"مثال کے طور پر مشرقی افریقہ کو لیجئے جہاں عیسائیت کے ایک شکار کے مقابل پانچ آدمی حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں اور پھر صرف سابقہ مشرکین ہی مسلمان نہیں ہو رہے بلکہ ان میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو بپتسمہ لے کر عیسائی ہو چکے تھے"۔
اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کونسے اسباب تھے یا ہیں جن کے نتیجہ میں یہ صورت حال پیدا ہوئی؟ اس کا جواب تلاش کرنے میں عیسائی [illegible] گ سے کوشاں ہیں تا ان اسباب کا مقابلہ کیا جائے۔ اور ایسے رنگ میں اصلاح کی جائے کہ عیسائیت سے بڑھتی ہوئی بے رغبتی رک جائے۔ چنانچہ اس کام کے لئے باقاعدہ طور پر تحقیقاتی ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ جو ہر پہلو سے حالات کا جائزہ لے رہے ہیں فوری طور پر روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل قدم اٹھائے گئے ہیں:-
(۱) تمام ریڈیو اسٹیشنوں (باقی صفحہ ۹ پر)

[۱] The Rt. Rev James A. Pike Bishop of the Episcopal Diocese of California

---

"یومِ خلافت" کے متعلق ضروری اعلان!

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حسب سابق ۲۷ مئی کو "یومِ خلافت" کی تقریب منائی جائے گی۔ یہ وہ دن ہے جب جماعت احمدیہ کا قیام خلافت پر اجماع ہوا چنانچہ سب سے پہلے خلیفہ حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ منتخب ہوئے تھے۔

یومِ خلافت پر تمام جماعتوں میں جلسے کئے جائیں اور ان میں خلافت کی اہمیت اور خلافت کی برکات وغیرہ مضامین بیان کئے جاویں اور احباب جماعت کے ذہن نشین کرایا جائے کہ خلافت نبوت کا ایک تتمہ ہے۔ سیکرٹری و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ اسے نوٹ فرمائیں اور اس دن کی اہمیت کے پیش نظر انتظام کریں اور رپورٹ بھجوائیں۔
(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۶۱ء

نئے مالی سال کا آغاز

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مالی سال اپریل میں ختم ہوتا ہے اور مئی سے اگلے سال کا آغاز ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ مہینہ جو اس وقت گذر رہا ہے نئے مالی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ دورانِ سال میں مرکزی دفتر بیت المال اپنے فرائض کی سرانجام دہی کے سلسلہ میں اکثر بار احباب جماعت کو سلسلہ کے لئے مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہے۔ اور خوشی کی بات ہے کہ مخلص [illegible] نے مرکز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے [illegible] ملک میں روز افزوں ہوشربا گرانی کے باوجود اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ کاٹ کر خدمت و اشاعت دین کے لئے برابر روپیہ بھیجتے رہے ہیں گزشتہ سال میں تو اس راہ میں کسی حد تک نمایاں بیداری کا ثبوت دیا۔ چنانچہ اخبار بدر کی گزشتہ اشاعت میں صفحہ ۱۲ پر نظارت بیت المال کا جو اعلان شائع ہوا ہے۔ اس میں نظارت کا یہ اظہار کہ

"اگرچہ امسال مجموعی طور پر چندہ جات کی آمد گذشتہ چند سالوں کی آمد سے بفضلہ تعالیٰ زیادہ امید افزا ہے۔ لیکن ہندوستان کی متعدد جماعتیں اور افراد کے ذمہ سالہا سال کی بقایا کی کثیر رقم تا حال قابل ادا ہے"

اس کا پہلا حصہ تو باعث مسرت ہے اور احباب جماعت میں بیداری اور ذمہ داری کے احساس کا مظہر ہے لیکن دوسرا حصہ خاص طور پر قابل توجہ ہے ——— جن دوستوں نے گذشتہ سال نمایاں کام کیا بلحاظ اس کے انہوں نے خود چندہ جات کی رقوم ادا کرنے میں زیادہ انہماک دکھایا۔ اور کیا بلحاظ اس کے کہ جماعتوں کے عہدیداروں نے زیادہ سے زیادہ چندہ جات میں زیادہ توجہ دی اللہ تعالیٰ ان سب کے خلوص و محبت کے جذبہ کو بڑھائے۔ اور اسے قبول فرمائے۔ اور اس چیز کو ان کے لئے اپنی جناب میں قرب کا ذریعہ بنائے!! انہیں چاہیئے کہ نئے مالی سال میں اس نیک جذبہ کو بڑھانے کی کوشش کریں تا آں کہ ان کا وہ قدم جو نیکی کے لئے اُٹھ چکا مزید آگے بڑھے اور ان کے لئے مزید ترقیات کا موجب بنے!!

اور جہاں تک دوسرے حصہ کا تعلق ہے یعنی بعض احباب کے نام بقایاجات۔ ایسے دوست اپنے چندہ کی بقایا رقوم کی جلد از جلد ادائیگی کا اہتمام کریں اس فرض کی ادائیگی کہیں زیادہ ضروری اور اہم ہے۔ بلکہ یہ ایسی کمزوری ہے جس پر قابو پا سکنے کے لئے حال ہی میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ربوہ میں منعقدہ مجلس شوریٰ کے موقع پر احباب جماعت کو خاص توجہ دلائی تھی۔ اور حضور نے فرمایا تھا کہ

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایا جات کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے"

پس نئے مالی سال کے آغاز کے موقع پر جملہ احباب جماعت بالخصوص عہدیداران جماعت کو اس اہم ذمہ داری کی طرف ضرور توجہ کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے عزم اور ہمت کی ضرورت ہے۔ اگر دوست اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے زیادہ جوش عمل کا ثبوت دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کمزوری پر قابو نہ پایا جا سکے بالخصوص جبکہ اس کے نتیجہ میں جماعتی بجٹ میں کمی کا بہترین حل موجود ہے۔ اور ہمارے محبوب امام نے باوجود اپنی علالت طبع کے ہمارا اس کمزوری کی نشاندہی کر دی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سلسلہ کی طرف سے بیک وقت متعدد مالی تحریکات جاری ہیں مگر یہ جملہ تحریکات اپنے دائرہ عمل اور وسعت کے اعتبار سے بڑی اہم اور ضروری ہیں ان سب کو کامیاب بنانا ہر مخلص احمدی کا فرض ہے۔ اگرچہ احمدیہ جماعت غریب افراد کی جماعت ہے لیکن اُن کی پے در پے لگاتار قربانیوں ہی کا تو نتیجہ ہے کہ آج یہی برگزیدہ جماعت ساری دنیا میں وہ کام کر رہی ہے جس کا عشر عشیر بھی دنیا کی کوئی دوسری مسلم جماعت نہیں کر پائی۔ اس کی اصل وجہ وہ تازہ ایمان ہے جو انہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک زندہ اور فعال جماعت میں شامل ہو جانے سے حاصل ہوا۔ اور اسی حرارت ایمانی نے اُن کے اندر خدمت دین کے لئے کبھی ختم نہ ہونے والی سپرٹ بھر دی۔ کہ مٹھی بھر جماعت محیر العقول کارہائے نمایاں سرانجام دے رہی ہے۔ اور افراد جماعت کے اس اخلاص کا تقاضا ہے کہ اس رفتار کو تیز سے تیز تر کیا جائے تا آنکہ ساری دنیا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا امن بخش پیغام پہنچ جائے اور دنیا کی سعید روحیں آپ کے پیش کردہ آب حیات سے شاد کام ہو جائیں۔

ساری دنیا میں خدمت و اشاعت دین اسلام کا کام بہت وسعت کا حامل ہے۔ لیکن اصول کے اعتبار سے خود ہندوستان ہی میں کام کے اس قدر وسیع مواقع میسر ہیں اور حق کے لئے پیاسی روحیں جس قدر بیتاب ہیں اس کے لئے جس قدر روپیہ بھی میسر آئے بہت قلیل ہے۔ پس جس صورت میں کہ صدر انجمن احمدیہ کے نئے مالی سال کا یہ پہلا مہینہ ہے اور احباب جماعت گذشتہ سال اپنے حسن عمل کا عمدہ نمونہ دکھا چکے ہیں کوشش کریں کہ ان کی قربانی کا معیار پہلے سے بڑھ جائے اور سال رواں کے چندہ جات کے ساتھ بقایاجات کی سو فیصدی ادائیگی کا بھی انتظام ہو۔ تا سالہا سال کی ذمہ داری سے جلد از جلد نجات حاصل ہو کر ——— تبلیغ و اشاعت کے لئے سال رواں کا پروگرام زیادہ وسیع پیمانے پر پایۂ تکمیل کو پہنچ سکے: وباللہ التوفیق۔

خلاء کی تسخیر اور دنیا کے مسائل کا حل

متحدہ عرب جمہوریہ کے ایک تازہ خبرنامہ سے :-

"متحدہ عرب جمہوریہ کی انقلابی حکومت اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ ہم ایک ایسے انقلابی دور میں گذر رہے ہیں جس دور میں تیزی سے ترقی کی جا رہی ہے اور قدرت کے اسرار کو حل کیا جا رہا ہے۔"

"اعلان کیا گیا ہے کہ متحدہ عرب جمہوریہ کے ان سائنسدانوں کی جو فضائے بسیط کے اسرار و رموز اور خلائی سفر کے بارے میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں ایک اہم کانفرنس چند دنوں کے اندر اندر قاہرہ میں منعقد ہو گی ..... خلاء میں کامیاب سفر کر کے کامیابی کے ساتھ زمین پر اُترنے والے پہلے خلائی انسان یوری گگارین کے خلائی سفر کے نتائج پر غور کرنے کے علاوہ فضائی اسرار جاننے کے متعلق متحدہ عرب جمہوریہ کیا پارٹ ادا کر سکتا ہے پہلی کانفرنس میں ان سب باتوں پر غور و خوض کیا جائے گا"

(۱۷ مئی سنہ ۶۱ء)

بات صرف متحدہ عرب جمہوریہ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ ساری دنیا جس تیز رفتاری سے ترقی کی طرف دوڑی جا رہی ہے فی زمانہ ہر ملک میں ایک غیر معمولی ہیجان اور بڑا اضطراب پایا جاتا ہے۔ صدیوں کے غلام ملک غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر آزاد ہوئے ہیں آزاد ہو چکے ملک اقتصادی و صنعتی دوڑ میں ترقی یافتہ ممالک سے قدم ملانے کی کوشش میں ہیں۔ ادھر ترقی یافتہ ممالک کی دنیا ہی کچھ اور ہے وہ اس سرزمین پر اپنی برتری کا سکہ بٹھا لینے کے بعد اس کا ایک طبقہ اوپر کی سمت خلاؤں کی تسخیر اور [illegible] ان کے سربستہ رازوں کو معلوم کرنے میں منہمک ہے جبکہ دوسرا گروہ تحت الثریٰ کی کھوج پڑتال میں لگا ہوا ہے۔ گویا ایک بڑی دوڑ ہے جس میں ہر تیز سے تیز دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش میں ہے قطع نظر اس سے کہ اس کی یہ دوڑ نوع انسان کے لئے فائدہ بخش یا مضرت رساں۔

چند سال پہلے کون جانتا تھا کہ کشش ثقل کے دائرہ کے اُس پار بھی کوئی چیز جا سکتی ہے۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ سائنسی ترقی کے نتیجہ میں نہ صرف راکٹ ہی اُس خطہ سے آگے نکل گئے بلکہ اب تو حضرت انسان بھی خلاؤں کا چکر لگانے کے بعد خودکار آلات کے ذریعہ مقررہ نشانہ کے مطابق اس دھرتی پر واپس آ پہنچا۔ روس نے راکٹ کے ذریعہ میجر گگارین کو خلاؤں میں بھیج کر بسلامت واپس (باقی ص۱۲ پر)

عید الاضحیہ کی قربانی

از جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان

احباب کو علم ہے کہ عید الاضحیہ کی مبارک تقریب اسی مہینے کے آخری ہفتہ میں آ رہی ہے بعض احباب اس امر کا اشتیاق رکھتے ہیں کہ وہ اپنی قربانیاں قادیان دارالامان میں کرائیں۔ انکی آگاہی کے لئے تجربہ ہے کہ امسال فی قربانی کم از کم تیس ۳۰ روپے اخراجات ہونگے۔ جو دوست قادیان میں قربانیاں کروانا چاہتے ہوں وہ قربانیوں کی رقوم اور اطلاع جلد از جلد قادیان بھجوا دیں۔ تاکہ عید الاضحیہ کی مقررہ تاریخوں میں انکی طرف سے قربانیاں کی جا سکیں۔

یہ امر بھی یاد رہے کہ قادیان میں قربانیاں کرنے سے درویشوں کے لئے گوشت کا انتظام ہو جاتا ہے۔ جو قربانیاں کرنے والے احباب کے لئے دوہرے ثواب کا موجب ہوتا ہے۔

امیر مقامی جماعت احمدیہ قادیان

خطبہ جمعہ

قوموں کی زندگی آئندہ نسلوں کی صحیح تربیت پر مبنی ہوتی ہے

ہمارے تمام کام تربیت سے وابستہ ہیں۔ ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس کی طرف خاص توجہ دے

احمدی والدین کو چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو شروع سے ہی اسلامی رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کریں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۱ ستمبر ۱۹۵۱ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

قومی زندگی

ان کی آئندہ نسلوں پر مبنی ہوتی ہے۔ اگر ان کی آئندہ نسلیں ٹھیک ہوں تو وہ زندہ رہتی ہیں اور اگر ان کی آئندہ نسلیں کمزور ہو جائیں تو وہ مر جاتی ہیں۔ ابتدائی زمانہ میں جو لوگ سوچ سمجھ کر کسی مذہب کو قبول کرتے ہیں۔ ان کے اندر خاص جوش ہوتا ہے۔ ان کی مخالفتیں ہوتی ہیں۔ اور مخالفتیں ان کے جوش کو اور بڑھا دیتی ہیں لیکن جو بچے بعد میں پیدا ہوتے ہیں انہوں نے سوچ سمجھ کر کسی مذہب کو قبول نہیں کیا ہوتا انہیں ایمان ورثہ کے طور پر ملتا ہے۔ کیونکہ اس کے کہ ان کے ماں باپ۔ بہن بھائی۔ اور دوسرے رشتہ دار صداقت کے قبول کرنے والے ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو مذہب میں نیا داخل ہونے والا نہیں سمجھتے۔ وہ اپنے آپ کو ورثہ کے طور پر اس مذہب کو قبول کرنے والا سمجھتے ہیں۔ ان کی مخالفتیں کم ہوتی ہیں۔ ان کو بچانے والے ان کے ماں باپ۔ بہن بھائی اور دوسرے رشتہ دار ہوتے ہیں۔ جو صداقت کو پہلے قبول کر چکے ہوتے ہیں۔ مگر جو لوگ براہِ راست صداقت کو قبول کرتے ہیں۔ ان کی مخالفتیں ہوتی ہیں۔ انہیں تکلیفیں دی جاتی ہیں۔ ان تکلیفوں کی وجہ سے دو میں سے ایک بات ضرور ہوتی ہے یا تو وہ مخالفتوں سے گھبرا کر پھر جاتے ہیں۔ اور اگر وہ اس صداقت پر قائم رہتے ہیں تو وہ مخالفتوں کی وجہ سے ایسے ہو جاتے ہیں جیسے بھٹی میں سے سونا نکالا جاتا ہے اور ایسے آدمیوں کا مثیل پیدا کرنا محنت چاہتا ہے جو کام آباء نے خود کیا ہوتا ہے وہ دوسرے لوگوں کو کرنا پڑتا ہے۔ اور صاف بات ہے کہ جس چیز کی رغبت آپ ہوتی ہے اور جو استاد پڑھاتا ہے ان میں

زمین و آسمان کا فرق

ہوتا ہے۔ جب آسانی سے بچے زبان سیکھتے ہیں اس آسانی سے وہ کوئی دوسری چیز نہیں سیکھ سکتے۔ چنانچہ جونہی وہ ہوش سنبھالتے ہیں دوسروں کو دیکھ کر غوں غاں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے چاروں طرف جو لوگ ہوتے ہیں وہ مونہہ سے بعض خاص الفاظ نکال کر ان کے خاص معنے لیتے ہیں۔ اس لئے بچہ بھی شوق سے وہ الفاظ بولنے لگ جاتا ہے۔ لیکن وہی بچہ جب سکول میں جب آتا ہے اور کوئی دوسری زبان سیکھنا ہوتی ہے تو کہتا ہے استاد کام بہت دیتے ہیں وہ زچ ہو جاتا ہے۔ اور پڑھائی سے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اگر کوئی عرب ہے تو اس سے پوچھو کہ کیا اسے عربی سیکھنے میں کوئی مشکل پیش آئی ہے یا انگریز ہے تو کیا انگریزی زبان سیکھنے میں اسے کوئی مشکل پیش آئی اگر وہ پنجابی ہے تو کیا پنجابی سیکھنے میں اسے کوئی مشکل پیش آئی ہے وہ یہی بتائے گا کہ اپنی زبان سیکھنے میں مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ بلکہ آپ ہی آپ آگئی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اسے اپنی زبان سیکھنے کا شوق تھا اسی طرح جو شخص کسی مذہب میں داخل ہوتا ہے اسی کو مذہب کا شوق ہوتا ہے لیکن جو کسی مذہب میں داخل ہوتا ہے کہ اس کے ماں باپ اس مذہب کے پابند تھے۔

اس کی مثال ایسی ہوتی ہے

جیسے کوئی سکول میں پڑھتا ہے سکول میں کئی طالب علم فیل ہو جاتے ہیں۔ مگر کیا کبھی کسی نے کوئی ایسا بچہ بھی دیکھا ہے جو اپنی زبان سیکھنے میں فیل ہوا ہو۔ اس کے دماغ میں نقص بھی ہو تب بھی وہ زبان سیکھ جاتا ہے اپنی زبان سیکھنے والے بچے سو فیصدی پاس ہو جاتے ہیں۔ لیکن سکول اور کالج والے خوش ہوتے ہیں کہ ان کے ۳۳ فیصدی طالب علم پاس ہو گئے۔ سکول کا نتیجہ ذرا اچھا رہتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ کہ ان کے ۸۰ فیصدی طالب علم پاس ہو گئے یا ان کا نتیجہ ۸۵ فیصدی یا ۹۰ فیصدی رہا۔ اور ۹۵-۹۶ فیصدی نتیجہ ہو تو ایک شور مچ جاتا ہے۔ لیکن ایک جاہل ماں کے پانچوں کے پانچوں بچے پاس ہو جاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک زبان سیکھ جاتا ہے ان میں سے ہر ایک اپنے ماں باپ کا تمدن سیکھ جاتا ہے۔ حالانکہ وہ بھی ایک مدرسہ ہے۔ لیکن یہاں چونکہ ان کا اپنا انٹرسٹ اور دلچسپی تھی اس لئے انہیں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ ایک عرب کو انگریزی یا اردو سیکھنے میں یا ایک انگریز کو اردو یا عربی سیکھنے میں اتنی ہی دقت پیش آتی ہے جتنی دقت ایک پنجابی کو انگریزی یا عربی سیکھنے میں آتی ہے۔ لیکن ہمارا ایک جاہل سے جاہل بچہ اس طرح اپنی زبان سیکھ جاتا ہے کہ اسے پتہ بھی نہیں لگتا۔ اسی طرح ایک عرب عربی سیکھ لیتا ہے اور انگریز انگریزی سیکھ لیتا ہے۔ لیکن جب کوئی انگریز یا عرب پنجابی سیکھنا چاہیں تو انہیں وہ مشکلات پیش آتی ہیں جو ہمیں عربی یا انگریزی سیکھنے میں آتی ہیں اس کی وجہ ایک ہی ہے اور وہ دلچسپی اور عدم دلچسپی ہے۔ وہاں چونکہ

دلچسپی اور شوق

ہوتا ہے کہ اردگرد کے لوگ ایک خاص قسم کے الفاظ بول رہے ہیں پر بھی یہ الفاظ سیکھ جاؤں۔ اس لئے وہ آسانی سے سیکھ جاتا ہے۔ لیکن سکول میں وہ سمجھتا ہے کہ کوئی دوسرا آدمی اپنی مرضی کے مطابق اسے کچھ سکھانا چاہتا ہے اس لئے وہ اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ اگر کوئی ہوشیار طالب علم ہوتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ استاد کی مرضی کے مطابق چلنے میں اس کا اپنا فائدہ ہے تو وہ ہوشیاری سے وہ چیز سیکھ لیتا ہے۔ جو اس کا استاد اسے سکھانا چاہتا ہے۔ لیکن اگر کوئی طالب علم ہوشیار نہیں ہوتا تو وہ استاد کا مقابلہ کرتا ہے اس لئے کہ وہ اسے آرام سے روکتا ہے اپنے عزیزوں کی صحبت میں بیٹھنے سے روکتا ہے اپنے دوستوں میں بیٹھ کر گپیں مارنے سے روکتا ہے وہ بظاہر سکول میں ہوتا ہے۔ لیکن اس کا دماغ کبھی گلی ڈنڈا کھیل رہا ہوتا ہے۔ کبھی وہ ماں کی گود سے چھلانگ لگا رہا ہوتا ہے اور کبھی وہ ماں باپ سے کوئی چیز مانگ رہا ہوتا ہے۔ استاد گھنٹہ بھر پڑھا کر بیٹھ جاتا ہے لیکن اس کا دماغ اپنی میں ہوتا ہے۔ بیشک

گونگے زبان نہیں سیکھ سکتے

اور بعض پاگل بھی اسی قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ سیکھ نہیں سکتے لیکن عام طور پر پاگل بھی زبان سیکھ جاتے ہیں اپنی ماں کے پاس وہ بھی فیل نہیں ہوتے۔ یہ فرق محض دلچسپی اور عدم دلچسپی کی وجہ سے ہے

ہماری جماعت میں اس ملک کے عام باشندوں کی طرح یہ عادت پائی جاتی ہے کہ وہ

بچوں سے ناجائز محبت

کرتے ہیں اور کہتے ہیں ابھی بچہ ہے بڑا ہو گا تو آپ ہی سیکھ جائے گا یہ ان کی غلطی ہے وہ خود مذہب کے اس لئے پابند تھے کہ ان کے اندر اس کے لئے رغبت پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن بچہ میں یہ احساس نہیں کہ کونسا مذہب سچا ہے۔ اس کے ماں باپ احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ بھی احمدی ہوتا ہے۔ اس کے اندر یہ جذبہ اتنا مضبوط نہیں ہوتا۔ جتنا ایک خود بیعت کرنے والے کے اندر ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اولاد کی تربیت ناقص ہوتی جاتی ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ حضرت حسنؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے انہیں ترکاری پسند آئی۔ تو پلیٹ میں ہاتھ مارا۔ تا اس کے ٹکڑے تلاش کر کے کھائیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور فرمایا کُلْ بِیَمِیْنِکَ وَ مِمَّا یَلِیْکَ کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور وہاں سے کھاؤ جو تمہارے سامنے ہے۔ یہ

تہذیب کا سبق

ہے۔ جو آپؐ نے بچہ کو سکھایا کہ کہاں سے کھانا ہے اور کس طرح کھانا ہے۔ لیکن آجکل کی ماؤں کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا۔ اور بجائے سمجھانے کے انہیں پیار کرنے لگ جاتی ہیں۔ ایک دفعہ صدقات کی کھجوریں آئیں۔ تو حضرت حسنؓ نے ڈھیر میں سے ایک کھجور لی اور منہ میں ڈال لی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ لیا۔ اور فرمایا نہیں نہیں یہ کھجوریں صدقہ کی ہیں۔ پھر آپؐ نے حضرت حسنؓ کے منہ میں انگلی ڈال کر وہ کھجور نکال لی۔ لیکن آجکل کی مائیں ایسے موقعہ پر کہہ دیتی ہیں کہ بچہ بیچارہ کم سمجھ ہے بلکہ اگر وہ روپڑے تو نخرے سے کہیں گی کہ اچھا کھانے کھائے۔

پس بچوں کی تربیت نہایت اہم چیز ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ربوہ میں جہاں بہت سی ذمہ داریاں ہیں وہاں بچوں کی تربیت کے متعلق بھی اس پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ

بچوں کی تربیت

کی طرف بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ قادیان میں بھی یہ نقص تھا اور میں نے اس کو دور کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہاں یہ نقص زیادہ نہیں تھا۔ . . . . نے . . . . وہ . . ! یہاں تو یہ حالت ہے کہ والدین اپنے بچوں کو خلافت کی اہمیت بھی نہیں بتاتے۔ چنانچہ بعض بچے جب میرے پاس آتے ہیں تو میں نے دیکھا ہے کہ السلام علیکم کہنے کی بجائے اس قسم کے الفاظ اپنی زبان سے نکال دیتے ہیں کہ بابا جی سلام۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ انہیں پتہ ہی نہیں کہ ان کا خلیفۂ وقت کے ساتھ کیا رشتہ ہے اور اسے کن الفاظ میں مخاطب کرنا چاہیئے اگر والدین نے انہیں

خلافت کے مقام کی اہمیت

بتائی ہوتی۔ تو وہ آداب اسلامی سے اس قدر بیگانہ نہ رہتے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ماں باپ کا ہی قصور ہے کہ انہیں یہ بتایا ہی نہیں گیا کہ خلیفہ کا رشتہ ماں باپ اور استاد کے رشتہ سے بھی زیادہ اہم ہے۔ اور ان کا فرض ہے کہ اسے ان سب سے زیادہ عزت کا مقام دیں۔ اسی طرح ابھی ایک بچہ لاہور سے آیا ہے۔ اس کی عمر سات آٹھ سال کی ہے۔ اس سے باتیں کرنے پر معلوم ہوا کہ اسے اتنا بھی والدین نے نہیں سمجھایا کہ اس کا پیدا کرنے والا ایک خدا ہے جب اس سے پوچھا گیا کہ تمہیں کس نے پیدا کیا ہے۔ تو اس نے کہا مجھے پتہ نہیں گویا

والدین کی غفلت

کی وجہ سے جماعت کی آئندہ نسل تباہ ہو رہی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ بے وقوف اور جاہل ماؤں کے قدموں میں بھی جنت ہے۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں اگر مائیں اپنے بچوں کی صحیح تربیت کریں۔ اور انہیں اسلامی اخلاق سکھائیں تو وہ انہیں جنتی زندگی کا وارث بنا سکتی ہیں۔ لیکن اگر وہ اپنے بچوں کی مناسب دیکھ بھال نہیں کرتیں اور ان کی تربیت نہیں کرتیں۔ تو ان کی اگلی نسلیں جنت سے دور ہو جائیں گی۔ گویا بچوں کو جنت یا دوزخ میں ڈالنا ماں باپ کے اختیار میں ہے۔

پس

ماؤں کا فرض ہے

کہ وہ اپنے بچوں کو خدا تعالےٰ کے احکام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام سے باخبر رکھیں۔ صحابہ کی فضیلت ان پر واضح کریں۔ بزرگوں کا تذکرہ ان کے سامنے کرتی رہیں۔ اور اگر ضرورت سمجھیں تو کہانیوں کے ذریعہ خدا اور رسول کی باتیں ان کے ذہن نشین کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کبھی کبھی ہمیں فرمایا کرتے تھے کہ بیٹھ جاؤ میں تمہیں کہانی سناتا ہوں۔ وہ کہانی کیا ہوتی تھی۔ یہی بزرگوں کے واقعات ہوتے تھے۔ جن کا نام کہانی رکھ لیا جاتا تھا۔ اور ہم دلچسپی سے اسے سنتے تھے۔ بلکہ بعض دفعہ ہم پیچھے پڑ جاتے تھے۔ کہ ابھی کہانی پوری نہیں ہوئی۔ غرض اس طرح بھی دینی باتیں سکھائی جا سکتی ہیں۔ اگر بچوں کو یہ کہا جائے۔ کہ آؤ تمہیں نماز سکھائیں تو وہ اسے سبق سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن اگر یوں کہا جائے کہ ایک بزرگ تھے۔ وہ نبیوں کے سردار تھے۔ وہ خدا تعالےٰ کی بڑی عبادت کیا کرتے تھے اور پھر انہیں بتایا جائے کہ وہ یوں عبادت کرتے تھے تو بچوں کو ساری نماز یاد ہو جائے گی۔ اور پھر وہ اسے کہانی کی کہانی سمجھیں گے۔ اسی طرح تاریخ اسلامی۔ آداب اور اخلاق وغیرہ بچوں کو سکھاتے جائیں۔ اسی لئے میں نے کتابوں کا ایک کورس مقرر کیا تھا۔ اور جماعت کے علماء کو توجہ دلائی تھی کہ وہ

بچوں کے لئے تربیتی مسائل

پر مختلف کتب لکھیں۔ اس وقت سات آٹھ پروفیسر جامعۃ المبشرین میں ہیں۔ چار پانچ جامعہ احمدیہ میں ہیں۔ یہ گیارہ آدمی اگر ہر چھ ماہ میں ایک ایک کتاب بھی لکھتے تو اڑھائی سال میں پچیس کتابیں لکھ لیتے ہائی سکول میں ۲۰ کے قریب استاد ہیں۔ کالج میں بیس پروفیسر یا لیکچرار ہیں۔ ساٹھ کے قریب مبلغ ہیں۔ گویا ۱۱۰ یہ ہیں۔ اگر یہ لوگ ایک ایک کتاب فی سال بھی لکھتے تو تین سال میں ۳۳۰ کتابیں لکھ لیتے۔ بچوں کے لئے کتابیں لکھنا کونسی مشکل بات ہے۔ لیکن یہ لوگ تو کوشش کرتے ہیں۔ کہ یونیورسٹی انہیں پرچے دیکھنے کے لئے بھیجدے۔ اور انہیں کچھ پیسے مل جائیں لیکن اس طرف توجہ نہیں کرتے کہ وہ

علمی اور اخلاقی اور تربیتی

کتابیں لکھیں حالانکہ ہم نے بھی ان کے معاوضہ میں ایک رقم مقرر کی ہوئی ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ ہمارے اساتذہ اور علماء کی ذہنیت گری ہوئی ہے تحریک جدید میں بھی یہی ہوا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہماری اگلی نسل

پہلوں سے بڑھ کر چندہ دیتی

لیکن اُن کا چندہ دفتر اول کے چندہ سے آدھا بھی نہیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ ان میں خدمتِ دین کی رغبت ہی نہیں رہی۔ مجھے یاد ہے جن دنوں میں نے شروع میں تحریک کی تو اس وقت جماعت کے لڑکے کالجوں میں بہت تھوڑے تھے۔ لیکن پھر بھی احمدیہ ہوسٹل کے طلباء کے وعدے ایک ہزار سے زیادہ کے تھے۔ اب کالج میں کئی سو طلباء ہیں لیکن ان کے وعدے ایک ہزار روپے کے بھی نہیں۔ اسی طرح سکول کے وعدے بھی بہت زیادہ ہوا کرتے تھے

یاد رکھو

تمام کام تربیت سے ہوتے ہیں۔ جب تک ہر مرد اور ہر عورت یہ نہ سمجھ لے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا اسی دن سے ہم نے اس کی تربیت کرنی ہے۔ اس وقت تک ہماری آئندہ نسلیں ترقی نہیں کر سکتیں اس حکمت کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو تم اس کے کان میں اذان کہو۔ گویا وہ وقت بھی ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ بچے کے کان میں دوسرے دن بھی اچھی بات پڑنی چاہیئے تیسرے دن بھی اچھی بات پڑنی چاہیئے اور تم اس کے لئے مسلسل کوشش کرتے ہو تو تم کامیاب ہو گے۔ لیکن اگر تم ایسا نہیں کرتے تو تم اپنی آئندہ نسل کو تباہ کرتے ہو۔ اور درحقیقت ہماری

آئندہ نسل کی تربیت

اس حکمت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کمزور ہو رہی ہے اُن میں قومی کام کرنے کی رغبت کم ہے وہ اپنی آمد کے مطابق چندہ نہیں دیتے اور اشاعتِ اسلام کے لئے زندگیاں وقف کرنے کی طرف انہیں توجہ نہیں۔ حالانکہ ایک مومن دنیا میں بہت بڑا تغیر پیدا کر سکتا ہے۔ حضرت معین الدین صاحب چشتی رح ہندوستان آئے اور ان کی وجہ سے تمام ہندوستان میں اسلام پھیل گیا۔ اگر دوسرے مسلمان بھی خواجہ معین الدین صاحب چشتی والا جوش رکھتے تو شاید تاریخ میں یہ لکھا ہوا ہوتا کہ ہندوستان میں ایک قدیم مذہب ہوا کرتا تھا جسے ہندو کہتے تھے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں اگر اب بھی ایسا ہو جائے اور ہماری آئندہ نسلوں میں

حضرت معین الدین صاحب چشتی رح

والا جوش اور ایمان پیدا ہو جائے تو ہر طرف احمدی ہی احمدی دکھائی دیں گے۔ لیکن اگر تمہاری زندگی مردارین میں گذر رہی ہے۔ تو یہ صورت کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ جب تک تم میں یہ جذبہ پیدا نہیں ہوتا کہ تم اپنے ماں باپ کی وجہ سے احمدی نہیں ہوئے۔ تم اپنے بہن بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کی وجہ سے احمدی نہیں ہوئے بلکہ تم اس لئے احمدی ہوئے ہو کہ تم نے خود احمدیت میں خدا تعالےٰ کا

نور دیکھا ہے

تو تم دیسے ہی ہو جیسے پانی کی ایک دھار نکلتی ہے تو وہ آخر تک دھار رہتی ہے۔ حالانکہ جب تک وہ دھار نالہ نہیں بنتی اور نالہ سے دریا نہیں بنتا اور دریا سے سمندر نہیں بنتا۔ اس وقت تک کبھی دنیا میں

صحیح رنگ میں

کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

(الفضل ۵/۴۱-۱)

ضروری اعلان

مکرم مولوی عبداللہ ناصر الدین صاحب بدھوشن مرحوم کی کتاب "آسمانی پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش" کی نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کو ضرورت ہے۔ جس دوست کے پاس ہو۔ وہ فوری طور پر نظارت ہذا کو بھجوا دیں۔ اول تو نظارت اس کی قیمت ادا کرکے کلیتہً اس کو رکھنا چاہتی ہے لیکن اگر کوئی دوست مستقل طور پر نہ دینا چاہیں تو استفادہ کرکے کچھ عرصہ بعد اسے شکریہ کے ساتھ کتاب واپس بھجوا دی جائے گی۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

تربیتِ اولاد کے متعلق حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقِ عمل

(محسنِ احمدیت حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باقیات صالحات میں سے)

(۱)

اولاد کی محبت کا جذبہ

انسانی فطرت میں جہاں بہت سے جذبات قدرت کی طرف سے ودیعت کئے گئے ہیں وہاں اولاد کی محبت کا جذبہ تقریباً تمام جذبات سے زیادہ نمایاں اور زیادہ شدت سے اس میں مرکوز کیا گیا ہے۔ انسان اپنے بچوں کی خاطر دن کی دھوپ، رات کی بے خوابی، جسم کی مشقت، روح کی تکلیف سب کچھ برداشت کر لیتا ہے۔ مگر یہ برداشت نہیں کرتا کہ ان پر ذرا آنچ آئے۔

اگر اولاد کی محبت کا جذبہ ماں باپ میں نہ ہوتا

باپ کی شفقت اور ماں کی مامتا دنیا میں ضرب المثل ہیں۔ اس جذبہ کو قدرت نے کیوں پیدا کیا؟ اور اگر پیدا کیا تو اسے باقی تمام جذبات پر کیوں فوقیت دی۔ یہ سوال ہیں جو ہمارے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ اگر غور کریں تو یوں حل بھی کئے جا سکتے ہیں۔ کہ اگر اولاد کا جذبہ ماں باپ کے دل میں قدرت کی طرف سے پیدا نہ کیا جاتا۔ تو باغِ عالم میں انسانی وجود کا پودا بالکل مفقود ہو جاتا۔ اور اس دنیا میں اور تو سب کچھ ہوتا مگر انسان یا اشرف المخلوقات انسان سے یہ دنیا خالی ہوتی۔ اور یہ زمین محض مٹی کا ایک خاموش تودہ ہوتی۔ دریا ہوتے مگر دریاؤں سے کام لینے والا کوئی نہ ہوتا۔ سمندر ہوتے مگر سمندروں کو چیرنے والا کوئی نہ ہوتا۔ اور رنج کو راحت سے۔ افسردگی کو خوشی سے۔ سکون کو حرکت سے بدلنے والا یہ عظیم الشان اشرف الموجودات ممکن نہ ہوتا۔ اگر یہ زمین فرشتوں سے بھی بھر جاتی مگر خدائی صفات ستار و غفار و قہار کا کوئی مظہر نہ ہوتا۔ سچ ہے كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ

ماں کی مامتا کا تقاضا

اس عالم سے انسان کا ... مفقود ہوتا اس لئے کہ اگر والدین میں محبت کا بے نظیر جذبہ نہ ہوتا تو کبھی ماں نو مہینہ تک حمل میں بچہ کو نہ لئے پھرتی وہ دو دن میں گھبرا جاتی تنگ آ جاتی۔ اکتا جاتی اور کوشش کرتی کہ یہ غیر محبوب بوجھ اور ناپسندیدہ ٹھٹھڑی مجھ سے ٹالی جائے۔ لیکن برعکس اس کے چونکہ خدا تعالیٰ ہونے والے بچہ کی محبت استقرارِ حمل کے وقت ہی اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ اس لئے گو ماں کی غذا گھٹ جاتی ہے۔ تمام عادات میں ایک تکلیف دہ تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے چلنا پھرنا۔ اٹھنا بیٹھنا سب کچھ دوبھر ہو جاتا ہے۔ اور ہونے والے دردِ زہ کے خیال سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ ہر ممکن طریق سے حمل کی حفاظت کرتی ہے۔ بجائے رنج کے خوشی کا اظہار کرتی ہے۔ اور ہونے والے بچہ کے تصور کی خوشی میں مطمئن ہو کر راتوں کو بیٹھ بیٹھ کر اس کے کپڑے سیتی ہے۔ کبھی لڑکی تصور کر کے اوڑھنی بناتی ہے۔ اور کبھی لڑکا کا خیال کر کے کوٹ قطع کرتی ہے۔ غرض حمل کے نو مہینے امید کی خوشی تمنا کے جوش اور توقع کی جھلک کے سہارے گذار دیتی ہے۔ اور جب وہ خطرناک وقت آتا ہے۔ جب اپنے وقت میں ساری دنیا کی عورتوں سے افضل سب سے پاکیزہ اور سب سے مقدس عورت بھی درد کے مارے يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا کہہ اٹھتی تھی۔ اس وقت یہ اپنی جان سے بیزار ہوتے ہوئے بھی آنے والے بچہ کی جان کی سلامتی کی دل سے متمنی ہوتی ہے۔ اور جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ آنے والا مہمان خیر و عافیت سے آ گیا ہے تو اپنی ساری تکلیفوں کو یکدم فراموش کر دیتی ہے اور سچ مچ اس کی فطرت اسے آواز دیتی ہے أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا اور جب وہ بچہ اس کے آگے یہ کہہ کر ڈالا جاتا ہے کہ لے یہ تیرا نورِ چشم ہے تو اس کی چھاتیوں سے دودھ کی دھاریں بہہ پڑتی ہیں اور قدرت کا یہ حکم سن کر فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا وہ اسے سینہ سے چمٹا لیتی ہے وہ اس کی خوبیوں کی وجہ سے اس کی فریفتہ نہیں ہوتی نہ اس کا حسن و جمال اس کے لئے باعثِ کشش ہوتا نہ وہ یہ خیال کرتی ہے کہ یہ بڑا ہو کر اس کے لئے آرام و آسائش کا موجب ہوگا۔ بلکہ وہ محض قدرتی جذبہ اور فطرتی خاصہ کی وجہ سے اس پر جان دیتی ہے۔ لیکن اگر سب سے بڑا رحیم و کریم خدا اس کے دل میں بچے کی محبت کا جذبہ ودیعت نہ کرتا اور اس کے دل میں اپنی رحمت کا پرتو نہ ڈالتا تو وہ بجائے سینہ سے چمٹانے کے اسے پرے پھینک دیتی۔ وہ کس طرح ایک مضغہ بے عقل و ہوش ہر وقت رونے والے ہر وقت پیشاب و پاخانہ سے بھرے ہوئے گوشت کے ایک ٹکڑے کو اپنے سینہ سے چمٹا سکتی تھی لیکن وہ اسے پھینکتی نہیں بلکہ اسے سینے سے چمٹائے چمٹائے پھرتی ہے وہ خود جاگتی ہے مگر اسے سلاتی ہے۔ آپ بھوکی رہتی ہے۔ مگر اسے کھلاتی ہے آپ پیاس برداشت کرتی ہے مگر اسے پیاسا نہیں دیکھ سکتی۔ وہ اس کے لئے پانی کی تلاش میں صفا سے مروہ تک سات سات پھیرے کر لیتی ہے۔ اور تھکتی نہیں۔ پھر ایک دن نہیں دو دن نہیں بلکہ پورے دو برس وہ اسے اپنا خون پلا پلا کر پرورش کرتی ہے۔ اور اتنی تکلیف اٹھاتی ہے کہ مالک الملک کے دربار سے اسے یہ سرٹیفکیٹ عطا ہوتا ہے حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا یہیں تک نہیں بلکہ لڑکے جوان ہونے تک وہ دن رات ان کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتی ہے پھر نہ صلہ کے لئے نہ ستائش کی خاطر۔ نہ کسی خدمت کی تمنا میں بلکہ محض فطری محبت کی وجہ سے۔

شفقتِ پدری

یہ تو ماں کی مامتا تھی۔ اب شفقتِ پدری کا حال سنو۔ وہ دیس سے پردیس جاتا ہے اپنا لہو پسینہ ایک کرتا ہے۔ بیل کے بیلوں کی طرح دن رات کام کرتا ہے کیوں؟ صرف بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے ان کی تربیت کے لئے ان کی تعلیم کے لئے ان کی شادی بیاہ کے لئے وہ اپنی آسائش پر ان کی آسائش مقدم کرتا ہے۔ اور ان کے آرام کے لئے اپنا آرام قربان کر دیتا ہے۔ صرف آرام ہی نہیں بلکہ وہ بابر کی طرح اپنے ہمایوں پر اپنی جان بھی قربان کر دیتا ہے۔ کیوں؟ کیا دنیوی شفقت کے لئے؟ یا کسی ذاتی لالچ یا حرص کے خیال سے نہیں بلکہ محض فطری جذبہ اور قدرتی خاصہ سے۔ سچ ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ۔

بچوں کی محبت کا جذبہ پیدا کرنے کی غرض

پس دنیا کو چلانے کے لئے اور اس دنیا میں خدا کی ایک مکلف ذی العقل مختار مخلوق کو آباد کرنے کے لئے انکی پیدائش پرورش، تربیت اور تعلیم کو قائم کرنے کے لئے نہایت ضروری تھا کہ ماں باپ کے دل میں بچوں کی محبت کا جذبہ پیدا کیا جاتا اور پیدا بھی اس طرح کیا جاتا کہ وہ سب جذبوں سے فوقیت رکھتا۔ غرض یہ جذبہ نہایت مفید نہایت ضروری اور نہایت بابرکت جذبہ ہے۔ یہ کہ اس کی برکت سے آج دنیا آباد ہے۔

غلط استعمال

لیکن جس طرح ہر جذبہ جو خدا تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں ودیعت کیا ہے۔ لوگوں کے غلط اور ناجائز استعمال سے بعض دفعہ برُے نتائج پیدا کرتا ہے اسی طرح یہ جذبہ بھی آجکل بہت سے برُے نتیجے ہمارے سامنے پیدا کر رہا ہے جاہل مائیں، ناعاقبت اندیش باپ، اولاد کی زندگی تباہ کر دیتے ہیں۔ بے جا لاڈ اور غلط پیار سے بچے بگڑ جاتے ہیں۔ ان کے اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں اور وہ جاہل رہ جاتے ہیں۔ ساری عمر آوارہ گردی میں بسر کرتے ہیں۔ اور دنیا کے لئے بجائے مفید ہونے کے ایسے نقصان دہ اور خطرناک ثابت ہوتے ہیں کہ خواجہ خضر بھی ڈر جاتے ہیں اور کہتے ہیں فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا۔ بجز اس کے ٹھکانے لگانے کے اور کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا۔

عقلمند انسان کا کام

ایک عقلمند انسان نہ تو اس جذبے سے خالی ہو کر بے رحم بننا چاہتا ہے نہ اس میں غلو کر کے اپنی اولاد کو تباہ کرنا چاہتا ہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ مجھے کوئی کامل نمونہ ملے۔ تاکہ میں اس کی پیروی کر کے اس جذبے کو صحیح استعمال کر سکوں۔

کامل نمونہ

پس خدا جو کہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ اس نے انسان کی اس فطری خواہش کو ضائع نہیں جانے دیا۔ بلکہ اس نے ہر زمانہ میں اپنے نبی بھیج کر ان کو دنیا کے لئے فطری جذبات کے استعمال میں نمونہ بنایا اور ہم چونکہ اس آخری زمانہ میں ہیں۔ اور ایسے وقت میں ہیں کہ سب نبیوں کی قومیں ایک سٹیج پر جمع ہیں۔ اس لئے ہمارے لئے وہ انسان نمونہ بنایا گیا ہے جو سب کا خاتم یعنی سب نبیوں کا جامع ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فرمایا۔ پس آؤ ہم سب اس کی زندگی میں اولاد کی محبت کے جذبے کو کام کرتے ہوئے دیکھیں اور اس پر عمل کر کے اپنی اور اپنی اولاد کی زندگی کو دنیا کے لئے بابرکت بنائیں۔

رسولِ کریمؐ کا طریقِ عمل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی اولاد عطا کی۔ لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی اور جو کچھ تربیت او رسلوک آپ نے اپنی اولاد سے کیا اور وہ کتب احادیث میں موجود ہے۔ اس میں سے مختصراً بطور اشارہ چند امور ذیل میں بیان کرتا ہوں۔

ابتداء سے بچہ کی تربیت

سب سے بڑی وجہ بچوں کے خراب ہونے کی یہ ہوتی ہے کہ ماں باپ بوجہ قدرتی محبت اور فطرتی پیار کے جب تک بچہ نادانی کے عالم اور بے سمجھی کے زمانہ میں ہوتا ہے۔ اس کی تربیت اور اخلاق کی درستی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نادانی کی حالت اور بے سمجھی کا زمانہ کہہ کر اسے معذور قرار دیتے ہیں۔ لیکن جب وہ عادات راسخ ہو جاتی ہیں۔ اور برائیوں کی جڑھ مضبوطی سے بچے کے دل میں جگہ پکڑ لیتی ہے۔ اور بچہ نادانی سے نکل کر سمجھ کے میدان میں قدم رکھتا ہے۔ اس وقت والدین ان عادات کو دور کرنا ماں باپ کے اختیار کی بات نہیں رہتا۔ کیونکہ جب بچہ سمجھدار ہو جائے۔ تو وہ اپنی سمجھ سے کام لے کر ہی چھوڑنا چاہے تو چھوڑ سکتا ہے۔ اس وقت ماں باپ کے دخل کا کوئی دخل نہیں رہتا۔

مباشرت کے وقت کی دعا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابتداء سے بچہ کی تربیت کی۔ اور نہ صرف خود کی بلکہ اپنی امت کو سکھایا۔ کہ یوں تربیت کریں آپ جب اپنی بیوی کے پاس جاتے تو فرماتے۔ بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطن وجنب الشیطن ما رزقتنا یعنی الٰہی اگر اس فعل مباشرت سے تیرے علم میں ہمیں کوئی بچہ عطا ہونے والا ہے تو ہمیں اس وقت گندے شہوانی جذبات سے بچا۔ اور تمام برائیوں کے خیالات سے ہمارے دل و دماغ کو محفوظ فرما۔ تاکہ ہمارے اس وقت کے برُے خیال کا اثر ہونے والے بچہ کے دل و دماغ پر نہ پڑے۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بچہ کی تربیت اس وقت سے شروع کی۔ جبکہ بچہ ابھی باپ کے صلب سے ماں کے رحم میں بھی نہیں گیا ہوتا۔ کیونکہ علم النفس کے ماہرین کی متفقہ شہادت سے یہ امر ثابت ہے کہ بچے کے اخلاق پر ماں باپ کے خیالات اور جذبات کا بہت اثر ہوتا ہے۔ اگر مباشرت کے وقت اور ایام حمل میں ماں باپ میں برُے جذبات جوش زن ہوں گے تو لامحالہ بچے کے خیالات بھی برُے ہوں گے۔ اور اگر ان ایام میں ماں باپ کے خیالات میں تسکین اور صفائی ہوگی تو لازماً بچے کا دماغ تمام کدورتوں اور ناجائز جوشوں سے خالی ہوگا۔

بچہ کے پیدا ہونے پر

پھر جب بچہ پیدا ہوتا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہتے۔ یہ محض ایک رسم نہیں بلکہ باوجود اذان اور تکبیر کے الفاظ کے نہ سمجھنے کے بچہ لازماً ان کلمات طیبہ کی پاکیزگی سے متاثر ہوگا۔ اور اس کے دماغ پر ان کلمات کے پاکیزہ مفہوم کا پاک اثر ساری عمر کے لئے قائم رہے گا۔

گھٹی دینے وقت کی دعا

پیدائش کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پہلی خوراک یعنی گھٹی دینے وقت برکت کی دعا کرتے۔ اور یہ نہایت ضروری اور بابرکت فعل ہے۔ کیونکہ خدا اپاں اس بزرگ و برتر خدا کی مدد کے بغیر کوئی تربیت اور کوئی اصلاح قائم نہیں ہو سکتی۔

بچہ کا عقیقہ

پھر ساتویں دن آپ عقیقہ کرتے اور بچے کی طرف سے قربانی دیتے۔ اس کے سر کے بالوں کو تول کر ان کے ہموزن چاندی صدقہ کر دیتے۔ ایسے سے یہ ظاہر کرتے کہ پیدا ہونے والے بچہ کے اخلاق کی تربیت لازمی ہے۔ محض اس سے کھلانا پلانا اور آرام سے رکھنا ہی ضروری نہیں۔ کیونکہ کھا پی کر تو یہ محض حیوان ہوگا۔ اور اگر حیوان بنانا ہی مقصود ہوتا تو حیوان تو وہ جانور بھی تھا جو اس کے لئے قربان کر دیا گیا۔ پس جانور کی قربانی دے کر یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ہم نے اس بچے کو اخلاق اور باخدا بنانا ہے محض کھلا پلا کر موٹا کر کے دنبہ نہیں بنانا۔ اگر دنبہ بنانا مقصود ہوتا تو ایک پلے پلائے دنبہ کو اس ہفت روزہ بچہ کے لئے کیوں ذبح کیا جاتا۔ اس کی بجائے بچہ ہی کو ذبح کر کے دنبہ کو کیوں نہ گھر میں باندھ لیا جاتا۔ پھر بالوں کے ہم وزن چاندی تول کر کیوں صدقہ کی جاتی ہے۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اس بچے کی تعلیم و تربیت میں یہ مدنظر رکھا جائے گا کہ یہ بڑا ہو کر محض دنیا کمانے اور اس کی زندگی کا مقصود اس کے علم کا مبلغ اور اس کی تمام محنتوں کا مرکز مال ہو۔ کیونکہ مال یعنی چاندی سونا تو ایسی حقیر چیزیں ہیں کہ اس کے بالوں، بال کاٹ کر پھینک دیئے جانے والے بالوں کے برابر بھی نہیں۔ پھر یہ خود کس طرح محض سونے اور چاندی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کی پیدائش کی غرض تو خدا کا حصول اور اس کی تربیت کا مقصد دین اور روحانیت کا حاصل کرنا ہے۔

ختنہ

پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسی روز لڑکوں کا ختنہ کرتے تا یہ ظاہر کریں کہ جس طرح بچے کی باطنی پاکیزگی اور طہارت کا خیال رکھنا ماں باپ کا فرض ہے اس طرح اس کے جسم کی درستی اور صحت کا خیال رکھنا بھی ان پہ واجب ہے۔

ایام رضاعت میں صفائی کا خیال

پھر ایام رضاعت میں بعض لوگ بچوں کی ظاہری صفائی کا خیال نہیں کرتے نہ ان کے باقاعدہ نہلانے کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ظاہر کا اثر باطن پر اور جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ علاوہ اس کے ساری عمر کے لئے ایسے بچے صفائی اور نہانے کے پابند نہیں رہتے۔ بلکہ بعض بچوں کو مٹی میں کھیل کھیل کر مٹی کھانے کی نہایت خطرناک اور مضر صحت عادت پڑ جاتی ہے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایام رضاعت میں اپنے بچوں کی صفائی کا نہایت اہتمام سے خیال فرماتے بخاری میں آتا ہے آپ اپنے صاحبزادہ ابراہیم کو دیکھنے کے لئے اس کی دایہ کے گھر تشریف لے جاتے اور بچے کو سونگھ کر پیار کرتے۔ اور اسے سونگھنے اس سونگھنے سے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو صفائی کا کس قدر خیال تھا۔ ہو سکتا ہے کہ بچہ دیکھنے میں صاف ستھرا معلوم ہو مگر سونگھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اسے پوری طرح صفائی سے نہلایا گیا ہے یا نہیں۔ اس لئے آپ صرف دیکھنے پر اکتفاء نہ کرتے بلکہ اچھی طرح سونگھ کر معلوم کرتے کہ بچہ کو صاف ستھرا رکھا جاتا ہے یا نہیں۔

بچہ کی بہتری کیلئے ماں سے علیحدگی

اسی طرح اگر بچے کی بھلائی اور اس کی روحانی یا جسمانی تربیت کے لئے بچے کو اس کی والدہ سے الگ کئے جانے کی ضرورت پڑے تو بہت سی مائیں بچے کی اخلاقی تباہی برداشت کریں گی مگر اپنے سے جدا نہ کریں گی۔ حالانکہ یہ محض حماقت اور جہالت کا اظہار ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچہ ابراہیم کو ایک لوہار کے سپرد کیا کہ اس کی بیوی اس کو دودھ پلایا کرے اور بچہ کی صحت کی خاطر اسے گھر سے باہر بھیج دیا حالانکہ اس وقت آپ کے صاحبزادہ کی عمر دو ماہ کی تھی۔ اس میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ بچہ کے وجود سے یہ غرض نہیں کہ وہ ہمارا کھلونا ہے اور ہمارا دل بہلانے کیلئے اور چومنے چاٹنے کے لئے ہمارے پاس موجود رہے۔ بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی ہمارے پاس ایک امانت ہے ہمیں اس سے وہی سلوک کرنا چاہیئے جو اس کی جسمانی اور روحانی تربیت کیلئے ضروری اور مفید ہو۔ آج یورپ کی مادی ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے۔ یورپین عورتیں ہندوستان میں اپنے خاوندوں کے ساتھ رہتی ہوئی اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو تعلیم کیلئے یورپ بھیج دیتی ہیں یا آپ یورپ میں رہتی ہوئی ملازمت کے لئے اپنے نوجوان بچوں کو ہندوستان بھیج دیتی ہیں مگر عام طور پر ہندوستانی مائیں ایک لمحہ کے لئے بچوں کو اپنی آنکھ سے اوجھل نہیں ہونے دیتیں۔

رضاعت کے بعد بچے کی حالت

پھر جب بچہ ایام رضاعت ختم کرتا ہے تو وہ کھانے پینے کے معاملہ میں کسی قانون کی پابندی اور کسی آئین کی حد کے اندر نہیں رہنا چاہتا۔ وہ جب چاہتا ہے کھاتا ہے اور جہاں سے لے کھا لیتا ہے۔ اسے اپنے پرائے حلال و حرام مفید اور غیر مفید کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی اور والدین محبت سے مغلوب ہو کر کم عمری کو بہانہ اور ناسمجھی کو عذر بنا کر اس کی تمام حرکات سے درگذر کرتے ہیں وہ بجائے دائیں کے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے دسترخوان پر اس کا ہاتھ سب برتنوں میں پڑتا ہے۔ وہ بدتمیزیاں کرتا ہے۔ مگر بجائے اصلاح کے والدین ان حرکات سے خوش ہوتے ہیں حالانکہ وہ نہیں سمجھتے کہ آج اگر اصلاح نہ کی گئی تو آئندہ بھی اصلاح کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ عادت کہ سے ایک بوٹا ہے اگر آج نہ اکھیڑو گے تو بڑھ کر بغیر کلہاڑے کے نہ اکھڑے گا۔ لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچوں کی تربیت میں ان تمام امور کا خیال رکھا۔ ایک دفعہ حضرت امام حسنؓ نے کھیلتے کھیلتے زکوٰۃ کی کھجوروں کے ڈھیر سے ایک کھجور اپنے منہ میں ڈال لی۔ آپؐ نے فوراً ان کے منہ سے نکال پھینک دی۔ اور کہا کخ کخ چھی چھی کیا ایسا نہ کرنا کیا تو نہیں جانتا کہ صدقہ ہمارے خاندان کیلئے جائز نہیں۔ اگرچہ اس وقت امام حسنؓ کی عمر ۳-۴ سال کی تھی۔ لیکن آپؐ نے درگذر نہیں کیا بلکہ فوراً روک دیا۔ اور نہ صرف روکا بلکہ تعلیم دے کر اسے سمجھا کر روکا

اسی طرح آپؐ کا ربیب ابن ابی سلمہ آپؐ کی گود میں بیٹھ کر آپ کے ساتھ کھانا کھانے لگا اور اس کے ہاتھ برتن کے چاروں طرف پڑنے لگے تو آپؐ نے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ اور برتن میں صرف اپنے آگے سے کھاؤ۔ سارے برتن میں ہاتھ نہ ڈالو۔ (باقی)

صوبہ اڑلیسہ و بہار کا تبلیغی و تربیتی دورہ

(مختصر کوائف)

(مرتبہ از مکرم مولوی عبد الحق صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ رانچی)

(مرسلہ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان)

جمشید پور ۱۶ را پریل کی شب کو تبلیغی وفد اڑیسہ کا دورہ ختم کر کے اسی وقت کھوبنیشور سے روانہ ہو گیا۔ اور بروز ۱۷ را پریل دس بجے دن بخیر و عافیت جمشید پور پہنچ گیا۔ طعام و قیام کا انتظام صوبہ بہار کے پراونشل امیر محترم سید محمد سلیمان صاحب کے مکان پر رہا۔

مورخہ ۱۸ را پریل بعد نماز مغرب مسلم کلب ہال میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ لاؤڈ سپیکر سے جلسہ کے انعقاد کا اعلان بازاروں میں کر دیا گیا تھا۔ غیر احمدی دوست بھی کثیر تعداد میں شریک جلسہ ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد خاکسار نے قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں حالات حاضرہ اور اس کا علاج بیان کیا۔ نیز بعثت مسیح موعود علیہ السلام اور مسیح موعود کے کارنامے اور ختم نبوت کی حقیقت پر روشنی ڈالی۔ خاکسار کی تقریر کے بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے "سیرت النبی" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت تا ہجرت اور حضرت مسیح موعود کا عشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دلنشین انداز میں بیان فرمایا۔ تقریر بڑی دلچسپی سے سنی گئی۔ بعد دعا اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ غیر احمدی حضرات نے بھی اختتام جلسہ پر مبلغین سے مصافحہ کیا۔ جلسہ میں لاؤڈ سپیکر کا بھی اچھا انتظام تھا۔ اس جلسہ کی کامیابی کا سہرا بالخصوص مکرم سید محمد احمد صاحب قائد خدام الاحمدیہ کے سر ہے جنہوں نے دوڑ دھوپ سے جلسہ کو کامیاب بنایا اور بالعموم جمشید پور کے انصار اور خدام الاحمدیہ کے سر ہے جنہوں نے تعاون کا ہاتھ بڑھایا۔

موڑیا "موڑیا" جمشید پور کے مضافات میں ایک بستی ہے۔ اگرچہ اس بستی میں ابھی تک کوئی احمدی دوست نہیں ہیں۔ لیکن اخبار بدر ایک عرصہ سے یہاں پہونچ رہا ہے۔ جب انہیں کے دورہ کا پروگرام بدر میں پڑھ کر اہل بستی نے موسیٰ بنی مائینز کے احمدی دوستوں کو موڑیا میں جلسہ ہونے کی دعوت دی۔ اور احمدی دوستوں نے بھی موسیٰ بنی مائینز کو ایک مشترکہ جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

۱۸ را پریل کو مکرم مولوی محمد موسےٰ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ موسیٰ بنی مائینز سے جمشید پور پہونچ گئے اور ۱۹ ر کی صبح کو بذریعہ ٹیکسی وفد تینوں مبلغین اور مکرم سید محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر صوبہ بہار گیارہ بجے دن موڑیا پہونچ گئے۔ موسیٰ بنی مائینز کے متعدد دوست پہلے سے ہی موجود تھے۔ بعد ازاں جمشید پور سے امیر مقامی مولوی عبد المجید صاحب اور قائد خدام الاحمدیہ سید محمد احمد صاحب اور دوسرے احباب جماعت جمشید پور اور موسیٰ بنی مائینز سے موڑیا پہونچ گئے۔

یہ جلسہ موڑیا کے سیرت کمیٹی کے سیکرٹری مولوی محمد عثمان صاحب کے زیر اہتمام ہوا۔ متعدد بستیوں کے باشندوں کو جلسہ میں شرکت کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ قیام و طعام کا انتظام بھی سیکرٹری صاحب موصوف کے ہاتھ تھا۔ اکثر لوگ جلسہ گاہ سے باہر کھڑے ہو کر دلچسپی سے جلسہ کی کارروائی سنتے رہے۔ خیر مستورات نے بھی جلسہ میں شرکت فرمائی۔

جلسے کی کارروائی ٹھیک دس بجے رات مکرم مولوی سید محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد صداقت اسلام و احمدیت پر متعدد اردو ہندی اور اڑیہ زبان کی نظمیں خدام نے سنائیں۔ بعدہ مکرم مولینا بشیر احمد صاحب فاضل نے ایک لمبی اور عالمانہ تقریر بیان فرمائی۔ جو سیرت النبی۔ ختم نبوت کی حقیقت اور ہندو مسلم اتحاد پر مشتمل تھی۔

خطیب جامع مسجد رانچی اہل بستی نے ابو البیان مولانا نعمت اللہ صاحب فاضل دیوبند و خطیب جامع مسجد رانچی کی بھی جلسہ میں تقریر رکھی تھی۔ جو ایک یوم قبل ہی موڑیا میں تشریف لے آئے تھے۔ چنانچہ مولانا بشیر احمد صاحب کی تقریر کے بعد آپ نے مسلمانوں کی زبوں حالی کو بیان فرمایا اور فرمایا کہ کس طرح رانچی اور جمشید پور میں قوالی کے موقعہ پر اور ناچ گانے کی محفلوں میں دو رات میں ہی چار پانچ ہزار روپیہ مسلمان خرچ کر ڈالتے ہیں۔ اور طرح طرح کی قبیح رسومات کا شکار ہو چکے ہیں۔ لیکن دینی روح مفقود ہے۔ آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ پر یہ غلط الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتی۔ کیونکہ ابھی ابھی مبلغ صاحب نے بتایا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس اعتبار سے خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے ہم مرتبہ نہ کوئی نبی پیدا ہوا۔ نہ ہوگا۔ اور یہی درست ہے۔ آپ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ نہایت افسوس سے اس بات کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ ایسی با اصول اور اخلاق محمدی سے مزین جماعت کو کافر قرار دیا جاتا ہے جو تمام دنیا میں فریضۂ تبلیغ اسلام بجا لا رہی ہے۔ حالانکہ حضرت امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک اسلام کا تب بھی اسے مسلمان اور مومن قرار دینا چاہیئے۔ آپ نے بتایا کہ دوسرے مسلمان لہو و لعب میں اپنا روپیہ ضائع کر دیتے ہیں۔ لیکن حضرت صاحب کا قادیان میں بیت المال ہے۔ جہاں لاکھوں روپیہ آتا اور پھر تبلیغ اسلام کے لئے منظم صورت میں خرچ ہوتا ہے۔ آپ نے بتایا کہ مجھے جماعت احمدیہ کے بزرگ حضرت مولینا عبد الماجد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ذاتی تعارف رہا ہے۔ وہ ولی اللہ تھے اور ان کی بہت سی کرامات میں نے خود دیکھی ہیں۔

مولانا موصوف کی تقریر کے بعد خاکسار نے ایک گھنٹہ تک کسر صلیب اور اس کا پس منظر کے موضوع پر تقریر کی اور بعد دعا اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس جلسہ کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ اور اہل بستی کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

۲۰ را پریل کو محترم مولینا بشیر احمد صاحب واپس جمشید پور تشریف لے گئے۔ اور ۲۱ ر کو آپ نے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو مالی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے اور محبت و وداد سے باہمی معاملات کرنے کی تحریک فرمائی۔ اور رات کو حلقہ کدمہ میں لجنہ اماء اللہ کے ایک جلسہ میں تقریر فرمائی۔ جس میں مستورات کو اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اسلامی معیار کے مطابق کرنے اور دعاؤں پر زور دینے کی وعظ و تلقین فرمائی۔

رانچی خاکسار موڑیا سے سیدھا رانچی پہنچ گیا۔ اور احباب جماعت کو تبلیغ کی اہمیت و ضرورت خطبہ جمعہ میں بتائی۔ ۲۲ را پریل کو مولینا بشیر احمد صاحب فاضل اور محترم سید محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر بھی جمشید پور سے رانچی پہونچ گئے۔ رانچی کے مسلمان معززین شہر کو محترم الحاج سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ رانچی کی کوٹھی پر مدعو کیا گیا تھا چنانچہ وقت مقررہ پر کثیر تعداد میں معززین شہر پہونچ گئے۔ اور ساڑھے آٹھ بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

محترم قاضی شہر رانچی مولانا صوفی جمال قاضی شہر رانچی اس علاقہ میں ایک مشہور مقرر ہیں۔ آپ کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد محترم صوفی صاحب نے فرمایا کہ ہر مسلمان کو ایسی مجلسوں سے محبت ہوتی ہے جو ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہوں۔ اور آج یہ مجلس ہمارے محسن اعظم سید محی الدین صاحب نے منعقد فرمائی ہے جو دربار رسول کی حاضری سے بھی شرف یاب ہو چکے ہیں۔ ہمارے لئے یہ خوشی کی بات ہے کہ حضرت مولانا اڑیسہ کا تبلیغی دورہ کرتے ہوئے رانچی میں تشریف لائے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر مسلمان اپنے فروعی اختلافات کو ترک کر کے اور افتراق و انشقاق کو چھوڑ کر تعاون کی روح اپنے اندر پیدا کر لے اور والہانہ تبلیغ شروع کر دے تو ہماری تمام مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔ پس ایسے مبلغین اور ان کے ساتھ تعاون کرنے والے افراد قابل قدر ہیں۔ جو انتہائی مشکلات کے باوجود فریضۂ تبلیغ کو سر انجام دے رہے ہیں۔

آپ کے صدارتی تقریر کے بعد محترم جناب عباس غزنوی صاحب وکیل نے اپنی تیار کردہ نعت سنائی جو دلچسپی سے سنی گئی۔ بعدہٗ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے سیرت النبی کے موضوع پر ایک بسیط تقریر بیان فرمائی۔ تقریر کے ابتدا میں صحف سابقہ کی وہ پیشگوئیاں بیان فرمائیں۔ جو حضور اقدس کی ذات والا صفات میں پوری ہوئیں۔ حضور کی پہلی وحی کے موقعہ پر حضرت خدیجہ اور ورقہ بن نوفل سے مکالمہ اور حضور کے اخلاقی اسوہ اور

نمونہ پر مشتمل بعض واقعات دلچسپ انداز میں بیان فرمائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا۔

صدارتی تقریر میں مولانا موصوف نے بھی تبلیغ کی اہمیت بتائی اور فرمایا کہ اب ہمیں تنگ نظری کو دور کر کے توحید اور مساوات کی تبلیغ کرنا ہوگی۔ تبھی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ بعد دعا اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ محترم سید صاحب کی طرف سے حاضرین کی شربت چائے اور کھانے سے تواضع کی گئی۔ جلسہ کی کارروائی مستورات نے بھی پردہ میں رہ کر سنی۔

پٹنہ ۲۵ کی صبح کو تبلیغی وفد پٹنہ پہنچ گیا۔ محترم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب پٹنہ یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے صدر کی کوٹھی پر قیام و طعام کا انتظام تھا۔ سید صاحب موصوف کی کوٹھی پر ہی سیرت النبیؐ کے موضوع پر ایک اجلاس کا انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ بعد نماز مغرب کوٹھی کے صحن میں جلسہ منعقد ہوا۔

علامہ جمیل مظہری اردو ادب کے مشہور شاعر علامہ جمیل مظہری کی زیر صدارت اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد۔ امن عالم اور اسلام کے موضوع پر خاکسار نے آدھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ خاکسار کی تقریر کے بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب نے سیرت النبیؐ کے موضوع پر پون گھنٹہ دلچسپ انداز میں تقریر فرمائی۔ جو بہت پسند کی گئی۔ صدر محترم نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ ہم محترم اختر صاحب کے شکرگذار ہیں۔ جنہوں نے ذکر رسولؐ کی یہ مجلس منعقد فرما کر ہماری روحوں کو گرمایا۔ آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت واقعی اسلام تنزل سے اٹھ چکا ہے اور اندرونی اختلافات انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ اور آج شیعہ سُنی حضرات کو تو جوتیوں میں دال بانٹنے سے فرصت نہیں۔ اس وقت جماعت احمدیہ کے مبلغین ہی اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اسوہ رسولؐ میں ہماری ترقیات کے تمام اسرار موجود ہیں۔ آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ مولانا نے جو اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ اسلام کے متعلق یورپ اور امریکہ میں جو غلط فہمیاں پیدا ہو چکی تھیں جس کے نتیجہ میں یہ اقوام اسلام سے متنفر ہو گئی تھیں۔ اب جماعت احمدیہ نے بیرونی ممالک میں اسلامی مراکز قائم کر کے اس غلط پروپیگنڈہ کا سدِّباب کیا ہے۔ یہ درست ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس میں کچھ قصور ہمارے ان پرانے مفسرین کا ہے۔ جنہوں نے تفسیروں میں بے سروپا باتیں لکھ کر غیروں کے ہاتھ میں زبردست ہتھیار دے دیا جس سے کہ وہ اسلام پر حملہ آور ہوتے۔ ہمیں مفسرین کی ان روایات کی چھان بین کر کے بے بنیاد روایات کو اسلامی لٹریچر سے نکال دینا چاہیئے۔

جلسہ کی حاضری کالج کے پروفیسر طلباء۔ ادباء و شعراء اور دیگر اعلیٰ افسران پر مشتمل تھی اور تسلی بخش تھی بعد دعا اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ محترم سید اختر احمد صاحب کی طرف سے حسب ذائقہ شربت سے سامعین کی تواضع کی گئی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

جلسہ بھوبنیشور کا ذکر مقامی اخبارات میں

قبل ازیں اخبار بدر کی ۴ مئی کی اشاعت میں اڑیسہ کے دارالحکومت بھوبنیشور میں جماعت احمدیہ کے عظیم الشان جلسہ کی روئیداد شائع کی جا چکی ہے۔ اس تعلق میں مقامی اخبارات میں جلسہ کی جو تفاصیل شائع ہوئی ہیں۔ اور مکرم سید منظور احمد صاحب کی طرف سے مرکز میں موصول ہوئی ہیں۔ احباب کی اطلاع کے لئے اُن کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

سید صاحب موصوف بھوبنیشور میں ملازم ہیں۔ انہیں تبلیغ کا بہت شوق ہے۔ اور اپنی تبلیغی رپورٹ باقاعدگی سے نظارت دعوت و تبلیغ میں بھجواتے ہیں۔ جزاہم اللہ خیراً۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

—— (۱) ——

روزنامہ پرجاتنتر کٹک میں جلسہ کا بتفصیلی ذکر

روزنامہ پرجاتنتر کٹک مجریہ ۱۸/۴/۶۱ میں حسب ذیل عنوانات کے ماتحت مفصلہ ذیل رپورٹ شائع ہوئی:-

"جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ

سابق وزیر خزانہ شری ستیہ پریہ مہانتی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔

(ہمارے نمائندہ سے)

بھوبنیشور ۱۷ اپریل گذشتہ کل یہاں کے سردار پٹیل ہال میں جماعت احمدیہ اڑیسہ کا سالانہ جلسہ سابق وزیر خزانہ شری ستیہ پریہ مہانتی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ صوبے کے مختلف اضلاع کے تقریباً ۲۰ نمائندوں نے شرکت کی تھی۔ مغربی بنگال کے احمدیہ مشنری مولوی بشیر احمد۔ بہار کے مولوی عبدالحق نے اس میں خاص مہمان کی حیثیت سے شرکت کر کے جماعت احمدیہ کے روحانی ہونے وجملہ مذاہب کا احترام کرنے کے متعلق واضح طور پر بیان کیا تھا۔ شری ستیہ پریہ مہانتی نے اس امر پر مسرت کا اظہار کیا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ جملہ مذاہب میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لئے ایک لمبے عرصہ سے کوشش کر رہی ہے

مولوی بشیر احمد نے وید۔ گیتا۔ بائبل اور قرآن مجید وغیرہ کی بہت سی آیات کے حوالوں سے بتایا کہ ہر زمانہ میں دنیا میں حضرت محمد صلعم۔ شری کرشنؑ۔ حضرت عیسیٰؑ۔ شری رام چندرؑ۔ بدھ وغیرہ مبعوث ہوئے ہیں۔ اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے

جماعت احمدیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اسلام کے علاوہ ہندو۔ عیسائیت وغیرہ ہر ایک مذہب کا احترام کرنا۔ مشرقی پنجاب کے قادیان میں حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب نے اس مذہب کو رائج کیا تھا۔ اور اہل اسلام میں ہندوستان میں احمدیوں کی تعداد بیس ہزار سے زائد ہے۔

سال رواں کے لئے جماعت احمدیہ اڑیسہ کے لئے مولوی عبدالستار صدر۔ شری ایس۔ اے حق نائب صدر اور شری ایس۔ اے صالح خزانچی مقرر ہوئے۔

مولوی بشیر نے جلسہ کے قبل اخباری نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے عام مسلمانوں اور جماعت احمدیہ میں فرق بیان کیا۔ اور بتایا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے تبلیغ کے علاوہ سیلاب زدگان کی امداد وغیرہ اور رفاہ عامہ کا کام بھی ہوتا ہے۔

—— (۲) ——

روزنامہ کلینگا (کٹک) میں جلسہ کی رپورٹ

اسی جلسہ کے متعلق روزنامہ کلینگا مورخہ ۱۸/۴/۶۱ میں مندرجہ ذیل عنوانات کے ماتحت جو رپورٹ شائع ہوئی وہ حسب ذیل ہے:-

"جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

بھوبنیشور میں شری ستیہ پریہ مہانتی کے زیر صدارت منعقد ہوا۔

(اپنے خاص نمائندے سے)

بھوبنیشور ۱۷ اپریل۔ مقامی سردار پٹیل ہال میں شری ستیہ پریہ مہانتی کی زیر صدارت جماعت احمدیہ اڑیسہ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا تھا۔ اس میں اڑیسہ کے مختلف اضلاع کے بیس نمائندوں نے شرکت کی۔ مغربی بنگال کی جماعت احمدیہ کے مشنری مولوی بشیر احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کے اصول کی برتری پر تقریر کی۔ صدر شری مہانتی نے اپنی تقریر میں کہا کہ یہی جماعت ہندوستان میں جملہ مذاہب کے اتحاد کے لئے ایک لمبے عرصہ سے جدوجہد کر رہی ہے۔

اس سے قبل مولوی بشیر احمد نے وید۔ گیتا۔ بائیبل اور قرآن سے بہت سے دلائل پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہر زمانہ میں بنی نوع انسان کو روحانیت کی تعلیم دینے کے لئے شری کرشنؑ۔ بدھؑ۔ محمدؐ۔ عیسیٰؑ کی طرح انبیاء مبعوث ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمدؑ کے متعدد ملفوظات کا حوالہ دیتے ہوئے دنیا کو مذہبی اتحاد و اتفاق کی کوشش کرنے کی تلقین کی۔ سال رواں کیلئے اڑیسہ جماعت احمدیہ کے لئے مولوی ستار صدر۔ شری ایس۔ اے حق نائب صدر اور شری ایس۔ اے صالح خزانچی مقرر ہوئے"

دفتر زائرین

رپورٹ کارگذاری بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء

قادیان میں مقامات مقدسہ کی زیارت کی غرض سے جو دوست باہر سے تشریف لاتے ہیں۔ انکی سہولت کے لئے نظارت دعوت و تبلیغ کے زیر اہتمام دفتر زائرین بطور گائڈ معقول طور پر سر انجام دیتا ہے۔ اس دفتر کا عملہ قادیان میں آنے والے زائرین کو اسلام و احمدیت کی تعلیمات سے روشناس کراتا ہے۔ اور زائرین کے ہمراہ جا کر مقامات مقدسہ کی زیارت کراتا ہے۔ اور واپسی پر زائرین کی خدمت میں مطالعہ کے لئے مناسب حال اردو ہندی گورمکھی اور انگریزی کا لٹریچر بھی پیش کرتا ہے۔

میاں اللہ دین صاحب انچارج دفتر زائرین اطلاع دیتے ہیں کہ ماہ اپریل میں ۲۶ ۱۰ (ایک ہزار چھبیس) زائرین تشریف لائے۔ جنہیں زبانی معلومات بہم پہنچانے کے علاوہ ۱۱۲ کتابیں و ٹریکٹ برائے مطالعہ دیئے گئے۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

یورپ میں مذہب کا مستقبل

(بقیہ صفحہ اول)

پر مذہبی نشریات کے وقت بڑھا دیے گئے ہیں۔ بلکہ کئی ایک نئے سٹیشن محض مذہبی نشریات کے لئے قائم ہو چکے ہیں۔ عوام سے رابطہ قائم کرنے کے لئے ان کی ذاتی مشکلات و اُلجھنوں کو حل کرنے سے متعلق مشورہ جات دینے کا انتظام کیا گیا۔

(۲) گرجاؤں میں سنڈے سکول پھر سے آرگنائز کئے جا رہے ہیں۔ چونکہ اتوار کو سکول میں تعطیل ہوتی ہے۔ اس لئے والدین کو کہا جا رہا ہے کہ وہ اس روز بچوں کو چرچ کے سکول بھیجا کریں۔ تا ان کی مذہبی تعلیم بھی جاری رہے۔

(۳) تیسرا اہم قدم اس سلسلہ میں یہ اُٹھایا گیا ہے کہ بائیبل کا جدید انگریزی ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ کیونکہ سٹینڈرڈ ترجمہ پر تین صدیاں بیت چکی ہیں۔ اور انگریزی زبان میں اس دوران بہت کچھ ردوبدل ہو چکا ہے۔ اس ترجمہ کی کسی قدر مخالفت بھی ہوئی ہے۔ لیکن اس کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگا لیجئے کہ کل یعنی ۱۴ مارچ کو انگلستان سے اس کی اشاعت پہلی بار کی گئی۔ اور دس لاکھ جلدیں ہاتھوں ہاتھ نکل گئیں۔ اور شام تک مزید پانچ لاکھ جلدوں کے آرڈر موصول ہو چکے تھے ادھر امریکہ میں ۲ ½ لاکھ نسخے چھاپے گئے۔ جو فوراً فروخت ہو گئے۔ اس مقبولیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ بہت جلد مقبول عام کی سند حاصل کر لے گا۔

(۴) سب سے اہم کام اس سلسلہ میں چرچ کے اختلافات کو ختم کر کے تمام عیسائی فرقوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی تحریک کی صورت میں سامنے آ رہا ہے۔ چنانچہ انگلیکن چرچ کے راہنما٭ بشپ ڈاکٹر جیو فری فشر اس مقصد کے لئے یروشلم اور استنبول کے ایسٹرن آرتھوڈکس چرچ کے راہنماؤں سے ملے۔ بعد ازاں رومن کیتھولک چرچ کے راہنما پوپ کی ملاقات کے لئے روم گئے جن سے ۴۵ منٹ تک ان سے تبادلہ خیالات کیا۔ یاد رہے کہ سولہویں صدی میں چرچ آف انگلینڈ کے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد پہلی بار دونوں چرچوں کے راہنما آپس میں مل بیٹھے ہیں۔ اسی طرح یہ خبر بھی گرم ہے کہ استنبول کے ایسٹرن آرتھوڈکس چرچ کے راہنما بہت جلد پوپ سے ملنے آ رہے ہیں۔ یہ چرچ گیارہویں صدی میں علیحدہ ہوا تھا۔ دوسری طرف امریکہ میں پروٹسٹنٹ چرچ جلد از جلد اپنے اختلافات کو ختم کرنے کی فکر میں ہیں۔ چنانچہ ہمارے اس مضمون میں جن صاحب کے مقالہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ انہوں نے بھی اپنے مقالہ میں ایسے اتحاد کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ تا کہ الحاد کا مقابلہ کیا جا سکے۔ اس سلسلہ میں چار چرچوں پریسبائیٹرین۔ ایپسکوپل میتھوڈسٹ اور یونائیٹڈ چرچ آف کرائسٹ کے ادغام کی ابتدائی تجاویز پر ان دنوں غور ہو رہا ہے۔

اگر اس تحریک کے پس منظر پر تھوڑا سا بھی غور کیا جائے تو سطح کے نیچے ایک زبردست تبدیلی کے آثار نظر آتے ہیں۔ کیونکہ موجودالوقت عیسائی فرقے اگر اپنے عقائد پر قائم رہتے ہوئے کوئی اتحاد چاہتے ہیں تو یہ ناممکن ہے کیونکہ عقائد میں اتنے زبردست اختلاف موجود ہیں کہ ان کی خلیج کا پاٹنا کسی صورت میں بھی تصور میں نہیں آ سکتا بھلا وہ کونسا فرقہ ہے۔ جو اپنے عقائد کو چھوڑ کر دوسروں کے عقائد کو اپنا لے گا۔ کیا حضرت مسیحؑ کو خدا کہنے والے ان لوگوں کی بات مان لیں گے۔ جو حضرت مریم کو خدا کی ماں قرار دے کر پوجتے ہیں۔ یا ان لوگوں سے صلح کر لیں گے جو سرے سے حضرت مسیح کی خدائی کے ہی قائل نہیں۔ یہ کام ناممکن ہی۔ لیکن اس اتحاد کی ضرورت کا احساس ہو جانا بتاتا ہے کہ عیسائی حلقے اپنے موجودہ عقائد میں تبدیلی کو ایک ناگزیر امر قرار دے چکے ہیں۔ کیونکہ ایک طرف یہ عقائد نئی پود کی سمجھ سے بالا ہیں۔ تو دوسری طرف چرچ کی تعلیم عیسائیت کے ممبروں کو اور بھی اُبھار رہی ہے۔

آپ پوچھیں گے کہ آخر کون کون سی باتیں سابقہ عقائد میں سے خارج کی جائیں گی۔ اور کون کون سی نئی باتیں داخل کرنے پر مجبور ہوں گے۔ تا عیسائیت کو ایک قابلِ قبول صورت دی جا سکے؟ اس بارہ میں عیسائی حلقے خاموش ہیں۔ بعض لوگ اپنے عقائد کی کمزوریاں بھانپ چکے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ ان کی اصلاح ہو۔ لیکن وہ عقائد اتنے بنیادی ہیں اور ماضی میں ان پر اس قدر زور دیا جا چکا ہے کہ اب ان میں تبدیلی عیسائیت کی موت کا اعلان ہو گی۔

آیئے ہم نہایت اختصار کے ساتھ ان باتوں کا جائزہ لیتے ہیں جن کے باعث عیسائیت کو موجودہ صورتِ حال سے دو چار ہونا پڑا۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم چیز الوہیت مسیح اور تثلیث کا عقیدہ ہے جس پر کفارہ کی عمارت کھڑی کی گئی ہے کل تک تو پادری عوام کو یہ کہہ کر ماننے پر آمادہ کر لیا کرتے تھے کہ جو بات خدائی کلام بائیبل میں لکھی گئی ہے وہ درست ہے لہٰذا اگرچہ بائیبل سے بھی وہ اُن عقائد کو ثابت نہیں کر سکتے لیکن نئی پود محض اس دلیل سے مرعوب ہونے کو تیار نہیں وہ عقلاً ان باتوں کا ثبوت چاہتے ہیں کیا وہ شخص خدا ہو سکتا ہے۔ جو نو ماہ تک حضرت مریمؑ کے رحم میں رہا اور اسے مریم نے اسی طرح تکلیف اٹھا کر جنا۔ جس طرح ہر بچہ کی پیدائش ہوتی ہے۔ اور پھر وہ عاجز انسانوں کی طرح یہودیوں سے پتھر کھاتا رہا۔ اور ان کے ہاتھوں صلیب پر چڑھایا گیا۔ اس نے زندگی بھر کون کام خدائی کا کیا۔ جس کے سبب اسے خدا مان لیا جائے۔

یہاں یہ ذکر بے جا نہ ہو گا کہ مولوی محمد علی صاحب اور اسی طرح کے بعض اور لوگوں نے حضرت مسیح کو بن باپ پیدائش سے ہی انکار کر دیا ہے۔ اور اس طرح وہ سمجھتے ہیں کہ دو باتوں سے نجات مل جائے گی۔ ایک تو اس اعتراض سے کہ کنواریوں کے ہاں بھلا کب بچے پیدا ہوئے۔ دوسرے اس انوکھی پیدائش سے فائدہ اُٹھا کر مسیحی حضرت مسیح کی خدائی ثابت کرتے ہیں اس کا امکان ختم ہو جائے گا لیکن یہ عقیدہ اختیار کر کے ایک تو وہ قرآن کریم کی صریح شہادت کے خلاف گئے ہیں کیونکہ قرآن کریم حضرت مسیح کی پیدائش بن باپ کے قرار دیتا ہے۔ اور اس سے مقصد یہود پر طعن ہے۔ اور ایک سزا کا وارد کرنا ہے۔ دوسرے اُنہوں نے ایک موہوم اور پوچ بات سے ڈر کر خدا تعالےٰ کی قدرت کا انکار کر دیا۔ اور ان کے نزدیک یہ امر خلاف قانون الٰہی ہے کہ کنواری بچہ جنے لیکن لطف کی بات تو یہ ہے کہ آج یورپ میں یہ اعتراض نہیں کیا جاتا کہ حضرت مسیح کی پیدائش بن باپ کیونکر ہوئی۔ کیونکہ سائنس اس امر کا ثبوت دے چکی ہے کہ مرد عورت میں دونوں قسم کے سل Cells موجود ہیں۔ اور اس امر کا امکان ہے کہ کبھی کنواری عورت کو ان سلز کے ملنے سے حمل ہو جائے

اب اگر اعتراض کیا جاتا ہے تو اس بات پر کہ حضرت مسیح کی پیدائش میں قانون قدرت کے ماتحت ہونے کے باعث انوکھی نہیں کہی جا سکتی تا اس سے فائدہ اُٹھا کر حضرت مسیح کی خدائی ثابت کی جا سکے بلکہ وہ اپنی پیدائش کے اعتبار سے ہمارے جیسے انسان ثابت ہوتے ہیں۔ پس اگر وہ ہمارے جیسے انسان ہیں تو نہ خدا ہوئے اور نہ خدا کے بیٹے اور نہ ہی کفارہ کی تھیوری باقی رہی۔ اس اعتراض کا جواب آج چرچ کے پاس نہیں ہے۔ لے دے کے وہ حضرت مسیح کے معجزات کو پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح نے مردے زندہ کئے۔ اندھوں کو آنکھیں دیں اور مبروصوں کے برص دور کر دیئے۔ لیکن زمانہ بدل چکا ہے اور اب لوگ محض انجیل کے کہے کو سند ماننے کیلئے تیار نہیں۔ اس لئے ان معجزات پر ہزارہا اعتراض کئے جاتے ہیں۔ نوجوانوں کے اندر ان باتوں سے اتنی نفرت پیدا ہو چکی ہے کہ وہ اب ان معجزات اور غیر از عقل باتوں کو سننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے۔

چند دنوں کی بات ہے ایک جرمن نوجوان سے میری گفتگو صداقت انبیاء پر ہو رہی تھی۔ میں نے انبیاء کے لئے خدائی نصرت کو پیش کیا۔ اور بتایا کہ انبیاء کو معجزات بھی عطا ہوتے ہیں۔ تا عوام الناس ان کو دیکھ کر جان لیں کہ کوئی قادر ہستی ان کے پیچھے ہے۔ یہ بات سنتے ہی وہ نوجوان کہنے لگا: "ویسے ہی معجزات جو عیسائی اپنے مسیح کے بارہ میں گنواتے ہیں۔ اگر ویسے ہی معجزات تمہاری مراد ہیں تو میں ان بعید از عقل باتوں کو ماننے سے باز آیا!" اس پر میں نے معجزات کے بارہ میں اسلامی نظریہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات پیش کئے۔ تو کہنے لگا "ہاں یہ بات تو ہوئی نا۔ انسانی عقل اس کو تسلیم کرتی ہے۔ اور پھر یہ انسانی طاقت سے اتنے بالا ہیں۔ کہ بلاشبہ ایک قادر ہستی ان کے پیچھے نظر آتی ہے۔ مگر انجیل کے معجزات کو اب کوئی تسلیم نہیں کرتا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدائی کا مسئلہ ایک اور رُخ سے بھی خطرہ میں ہے۔ وہ اس طرح کہ حضرت مسیح کی گمشدہ زندگی کی کڑیاں ایک ایک کر کے ملتی جا رہی ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں کہ یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح سامنے آ جائے۔ اس پر چرچ کے اضطراب کا اس بات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایسی تحقیقات کو ہر ممکن قیمت پر دبانے کی سعی کی جا رہی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح کے کفن پر جن ماہرین نے تحقیقات کی اور پھر اس کے نتائج ایک کتاب Das Linnin

٭ Head of the Anglican church Rev Dr. Geofery Fisher

Kuert Barna Ley کی موت یں جرمنی سے شائع ہوئی۔ اس میں انہوں نے ثابت کیا کہ حضرت مسیح صلیب پر سے زندہ اُتارے گئے تھے۔ کیونکہ آپ کے خون کے اور جسم پر لگائی جانے والی گرم مداؤں کے نشان کفن پر موجود ہیں۔ جن کا فوٹو لینے پر صاف پتہ ملتا ہے کہ حضرت مسیح اس وقت زندہ تھے۔ آپ کی آنکھیں کھلی ہیں اور دل باقاعدہ کام کر رہا ہے۔ ان لوگوں نے چرچ نے دباؤ ڈالا کہ تم ان باتوں کی تشہیر سے رک جاؤ چنانچہ ہمارے پاس اس امر کا دستاویزی ثبوت موجود ہے۔ ہمارے جرمن مشنری نے حضرت مسیح کی وفات وحیات پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ Das Linnen کی تحقیقات کو شامل کیا جائے جب کوشش کے باوجود مارکیٹ سے کتاب دستیاب نہ ہو سکی تو مصنف کتاب کی طرف رجوع کیا گیا۔ انہوں نے کتاب تو بھجوائی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آپ اپنے مطلب کے حوالہ جات نوٹ کرنے کے بعد کتاب واپس کر دیں۔ کیونکہ مجھے چرچ کی طرف سے اس کی اشاعت پر تنبیہ کی جا چکی ہے اور کتاب کی اشاعت روک دی گئی ہے۔ شرط کے مطابق حوالہ جات نوٹ کر کے کتاب واپس کر دی گئی۔ لیکن بعد ازاں مصنف نے کوشش کی کہ ہم ان حوالہ جات کو استعمال نہ کریں کیونکہ اس پر طوفان اُٹھ کھڑا ہوگا اور اس نے کہا

"مجھے اندیشہ ہے کہ چرچ میرے خلاف کوئی کارروائی کرے گا"

آج عیسائی حلقوں میں سب سے زیادہ اضطراب اس نئی روش کے خلاف پایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جان چکے ہیں کہ ہمارا وہ قدیم نسخہ اب کام نہیں دے سکتا کہ الوہیت مسیح، تثلیث اور کفارہ کا مسئلہ انسانی عقل سے بالا ہے۔ اس لئے اس پر آنکھیں بند کر کے ایمان لانا چاہیئے۔ عیسائیوں میں ایسے فرقوں کا پیدا ہو جانا جو حضرت مسیح کی خدائی کے قائل نہیں یہ بتاتا ہے کہ ایک طبقہ میں اس مشکل کا صحیح حل سوچنے کی صلاحیت باقی ہے۔ کیونکہ نئے ذہن کو مطمئن کرنے کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں کہ ان بعید از عقل باتوں سے ہاتھ اٹھا لیا جائے۔ لیکن ایک طبقہ ابھی تک ایسا ہے جو انہی مسئلوں میں ایسی جان پیدا کرنے کا متمنی ہے کہ جن سے یہ باتیں معقول نظر آنے لگیں۔ چنانچہ وہ ان امور کو عقلاً ثابت کرنے کی سعی نامشکور میں مصروف ہیں۔

یہ عظیم نتیجہ عقل سلیم کا نہیں بلکہ اسلام کا جس نے انسان کا ذہن تقلید سے نکال کر سائنسی روشنی بخشی۔ اور ذہنوں کو ایک بلندی عطا کی۔ سب معلوم ہوتا ہے کہ

اس موضوع پر صرف ستر سال قبل کی ایک تحریر پیش کی جاتی ہے جس میں اس امر پر فخر کیا گیا ہے کہ عیسائی معتقدات فی عقل سے بالا ہیں۔ اور اس کو ان کی سچائی کا ثبوت قرار دیا گیا ہے۔ اور اسلام کے نظریہ باری تعالیٰ کو یہ کہہ کر حقیر جانا گیا ہے کہ بھلا یہ بھی کوئی عقیدہ ہے جسے ایک بچہ بھی جان سکتا ہے۔

"آخری عرض یہ ہے کہ مناسب ہے کہ خالق کی ذات شریف مخلوق کی سمجھ میں نہ آوے۔ خدا تعالیٰ جو ہے ذات ہی ذات ہے۔ اور اگر اس کی ذات پاک کو ہم سمجھ لیں تو پھر کیا رہا۔ ہم اس کے مساوی نہ ہو گئے۔ بے شک ہو گئے۔ اسی لئے میں محمدی وحدانیت کا قائل نہیں ہو سکتا اسے تو بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ اور میری عقل تو گواہی دیتی ہے کہ ذات پاک کو سب سے بڑھ کر ہونا چاہیئے۔ آپ کی وحدانیت میں کونسا مسئلہ سمجھ سے باہر ہے گویا محدود نے غیر محدود کو گھیر لیا ہے۔ لیکن کثرت فی الوحدت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ نہ اس کے سمجھنے والا پیدا ہوا نہ ہوگا کیا صاحب جانا جا سکتا ہے کہ انسانی عقل اللہ تعالیٰ کو سمجھے توبہ توبہ ذات الٰہی ایک ایسی شئے ہے کہ نہ عقل سے ثابت کی جا سکتی ہے نہ عقل سے اس کی تردید کی جا سکتی ہے"

(جنگ مقدس بیان ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک ص۱۸۷)

قارئین کو یاد ہوگا کہ یہ "جنگ مقدس" حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور عیسائیوں کے چیدہ مناظر مسٹر عبداللہ آتھم اور ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک وغیرہ کے مابین ۱۸۹۳ء کو امرتسر میں ہوئی تھی۔ مندرجہ بالا عبارت جو عیسائی مناظر کی ہے۔ اسی وقت کے عیسائی نظریات کی آئینہ دار ہے۔ لیکن اگر آج عیسائیت کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بچایا جا سکتا ہے۔ تو ان نظریات کے عین مخالف سمت میں چل کر ورنہ عقل سلیم اس سے بغاوت پر آمادہ ہے۔

ممکن ہے قارئین کے دل میں سوال پیدا ہو کہ مضمون کا عنوان تو ہے "یورپ میں مذہب کا مستقبل" اور بحث عیسائیت پر ہو رہی ہے۔ میرا جواب یہ ہے کہ آپ کا سوال بجا ہے۔ لیکن میرے لئے اس کے سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ اس عنوان کے تحت عیسائیت کی ناکامی کا جائزہ لیتا اس کی وجہ یہ ہے کہ یورپ میں مذاہب کے پرکھنے کی کسوٹی عیسائیت ہی کو سمجھا جاتا رہا ہے (باقی)

اذکروا موتاکم بالخیر

حضرت میاں محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان کی وفات

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

(از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ۔)

حضرت میاں محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان اللہ کو پیارے ہوئے جعل اللہ الجنۃ مثواہ۔ آپ ہی کی مخلص شخصیت تھی جن کی گزارش قبول فرما کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولانا محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے مناظرہ کے لئے مد (ضلع امرتسر) بھیجا جہاں ان کا اصل مولد و موطن تھا اور وہ معجزانہ قصیدہ لکھا جس کا پہلا شعر ہے ۔

ایا ارض مدّ قد دفاک مدمّر

اور اس کی مثل علماء سے باوجود چیلنج کے اب تک کوئی نہ لا سکا نہ لا سکے گا۔ ان دنوں آپ سلسلہ کی مالی جانی لسانی خدمات میں سب سے پیش پیش تھے۔ اکثر قادیان آتے خصوصاً بعہد خلافت اُولیٰ۔ آپ کے فرزند اکبر غلام حسین خان اور سیر سب ڈویژنل تو زمانہ مسیح موعود میں طالب علم تھے دوسرے محمد عبداللہ جان اختر (جو بی اے ایل ایل بی وکیل بنے) دونوں اخلاص و وفا کا نمونہ۔ خان غلام حسین سیدنا حضرت محمود کے ساتھ سایہ کی طرح رہتے۔ میری پہلی ملاقات سنہ ۱۹۰۶ء میں آپ سے انہی کی وساطت سے ہوئی۔ سنہ ۱۵ء میں جب حضور نے چندہ کی تحریک ایک ضرورت سے کی تو غلام حسین مرحوم نے پانسو کی خطیر رقم کی چٹ پیش کی حالانکہ اس وقت وہ معمولی ملازمت میں تھے یہ رقم بہت جلد اپنا ضروری سامان فروخت کر کے اور قرض لے کر ادا کر دی۔ جب ہم قادیان سے بے سروسامان نکلے تو میرا پتہ بڑی جدوجہد سے دریافت کر کے بغیر کسی اشارہ طلب کے انکار کے باوجود باصرار میری امداد فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

عبداللہ جان میرے ساتھ گہرے تعلقات محبت رکھتے تھے۔ وہ بغیر کسی ناغہ کے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے تدریس القرآن کے لئے مسجد اقصیٰ جاتے تو گھر سے مسجد اور مسجد سے گھر تک ساتھ ہوتے اور حضرت مولوی صاحب ان کے کندھے پر سہارا لے لیتے۔ یہ سب ان کے والد کی تربیت مخلصانہ کا اثر تھا۔ بینائی خراب ہو گئی تو اور کئی عوارض

وامراض لاحق ہو گئے) اس لئے آخری عمر میں خاموش زندگی بسر کی۔ عزیزہ اختر کی وفات پر ان کا دردناک خط مجھے لاہور ملا۔ کتبہ پر تاریخ وفات طلب کی تھی۔ جو میں نے بھیج دی ؎

وارد جنت ہوا اکیس جون
ہجری شمسی سال اب غفران ہے
ھ ۱۳۰۳۱

آہ۔ خاک میں کیسی صورتیں کیا کیا جو پنہاں ہو گئیں یہ لوٹ ختم کر چکا تو یکدم ہائے کے ساتھ ایک مصرعہ زبان پر جاری ہوا دیکھا تو سال رحلت تھا۔ اور قلم برداشتہ تین شعر مزید ملا دیئے ؎

آہ مردان کے اپیل نویس
جو کے اوصاف جمل یوسف کے
احمدی موجب نشان مُدّ
جن کے فرزند بھی تھے ایسے
جب ہوئی فکر سالِ رحلت کی
تو ندا دی یہ مجھ کو ہاتف نے
ہائے کے ساتھ کہہ دو اے اکمل
یوسف عمر احمدیت تھے
+۱۶ ۱۳۶ سنہ = سنہ ۱۳۸۰ء

اعلان نکاح

عاجز کی بھانجی عزیزہ ام الخیر بیگم بنت شیخ ناصر علی صاحب کا نکاح رمضانہ مجرم امجد مکرم اسد علی صاحب ساکن کیرنگ سے دو ہزار پچیس روپے مہر پر مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب مبلغ سلسلہ نے مورخہ ۸ مئی کو پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے اور ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار شیخ عبدالستار احمدی قائد مجلس خدام الاحمدیہ کرشٹلہ

درخواست دعا

میرا لڑکا چند روز سے بیمار ہے احباب سے درخواست ہے کہ عزیز کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار منور علی از سمبلپور

رسالہ مقام ابراہیم علیہ السلام

اس رسالہ پر تبصرہ گزشتہ اشاعت میں کیا جا چکا ہے یہ رسالہ ایک روپیہ کی وی پی کا یا ڈاک کے حساب حسب ذیل پتہ پر لکھ کر طلب

[illegible]

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال

وصولی بقایاجات اور صحیح تشخیص بجٹ کیطرف خاص توجہ کیجائے

یکم مئی ۱۹۶۱ء سے صدر انجمن احمدیہ کا نیا سال شروع ہو چکا ہے۔ گذشتہ مالی سال کے آخر تک جملہ جماعتوں کے بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن کی اطلاع ہر جماعت کے سیکرٹری مال کو بھجوائی جا رہی ہے۔ جس کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ متعدد جماعتوں کے ذمہ لازمی چندہ جات کی کثیر رقوم بقایا ہیں۔ اور بعض جماعتوں کے ذمہ کئی سالوں کی رقوم بقایا چلی آ رہی ہیں۔ ایسے بقایاجات کی وصولی تب ہی ممکن ہو سکتی ہے جبکہ جماعتوں کے جملہ افراد اور عہدیداران ایک نئے عزم اور ارادہ کے ساتھ بقایادار اور نادہندہ افراد کو بار بار جھنجھوڑیں اور اس وقت تک دم نہ لیں جب تک کہ وہ بیدار ہو کر اپنی مالی ذمہ داری کو عملی طور پر ادا کرنا شروع کر دیں۔ بنیادی طور پر جو بات جماعتی چندوں میں غیر معمولی اضافہ کا باعث ہو سکتی ہے وہ بجٹ کی صحیح تشخیص اور نادہندوں کے متعلق موثر کارروائی کا کرنا ہے۔ لیکن بہت سی جماعتیں اول تو نادہندہ افراد کو بجٹ میں شامل کرنے سے گریز کرتی ہیں۔ اور اگر کسی کا نام لکھتی ہیں۔ تو بجائے اصل آمد کے مطابق پوری شرح سے بجٹ بنانے کے جو چندہ کوئی لکھا دے وہی بجٹ میں لکھ لیا جاتا ہے۔ اس طرح بے شرح اور نادہندہ افراد کی اصلاح میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور آمد لازمی چندہ جات میں اضافہ نہیں ہو سکتا اگر جماعتوں کے امراء اور سیکرٹری صاحبان نادہندہ اور بقایاداروں کے متعلق اپنی ذمہ داری کا صحیح احساس کریں اور باوجود کوشش کے اصلاح نہ کرنے والے افراد کے متعلق اصلاحی کارروائی سے ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں تو خدا تعالےٰ کے فضل سے امید ہے کہ آمد میں خاطر خواہ اضافہ ممکن ہو سکتا ہے۔

دوسری اہم بات جس کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو وصیت کے نظام میں شامل کرنا ہے۔ یہ بات قابل افسوس ہے کہ ہندوستان میں قادیان سے باہر کے موصی احباب کی تعداد چند سو سے زیادہ نہیں ہے اور بعض جماعتوں کے عہدیدار بھی ابھی تک وصیت کے بابرکت نظام میں شامل نہیں ہوئے۔ لہٰذا جماعت کے مبلغین اور عہدیداران کو چاہیئے کہ وصیت کی ضرورت اور اہمیت احباب جماعت پر واضح کر کے غیر موصی احباب سے وصیتیں کروائیں۔

تیسری بات جو مرکز کی مالی حالت کو مضبوط اور مستحکم بنانے کے لئے ضروری ہے۔ وہ صاحب جائداد موصیان کا اپنی زندگی میں حصہ جائیداد ادا کرنا ہے۔ اس تحریک کا اعلان بھی پیشتر ازیں بذریعہ اخبار بدر اور رسائل کے بسلسلہ تحریک کیا جا چکا ہے۔ لیکن ابھی بہت کم دوستوں نے اس طرف توجہ دی ہے۔

اگر نئے شروع ہونے والے مالی سال میں احباب جماعت اور جماعتوں کے عہدہ داران اور مبلغین احباب مذکورہ امور کی طرف خاص توجہ دیتے ہوئے جماعتوں میں بیداری پیدا کریں تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید ہے کہ ہمارے موجودہ مالی سال کی آمد میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکے گا۔ اور جماعتی کاموں میں جو رکاوٹ مالی مشکلات کے پیش نظر رہی ہے وہ دور ہو جائے گی۔ اللہ تعالےٰ تمام دوستوں کو پوری ذمہ داری اور فرض شناسی کے ساتھ خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

جلسہ جماعت احمدیہ سونت وردی ضلع رتناگری

از مکرم ایس۔ ایم یوسف صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ (بتوسط نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان)

حسب پروگرام مشترکہ جماعت احمدیہ بانوڈہ کے زیر اہتمام سونت وردی کا جلسہ عام مورخہ ۹ر اپریل ۱۹۶۱ء کو نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔ مبلغین کا وفد زیر قیادت مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل بارہ بجے دوپہر کو سونت وردی پہنچا۔ جہاں پر مبلغین کا استقبال کیا۔

جلسہ سات بجے شب شروع ہوا۔ لاؤڈ سپیکر کا تسلی بخش انتظام تھا۔ صدارت کے فرائض مسٹر ڈی بی پنڈت پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی نے ادا کئے۔ حاضرین میں اکثر غیر مسلم تھے۔ ابتداء میں صدر جلسہ نے احمدیہ جماعت اور اس کے مبلغین کا تعارف کرایا۔ مکرم مولانا محمد سلیم صاحب۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی اور مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے تقاریر کیں۔

چونکہ مسٹر ڈی۔ بی۔ پنڈت صاحب بوجہ مجبوری آخر تک صدارت نہ کر سکے اسلئے ان کی جگہ شری دی۔ این۔ زدیکار صاحب مشہور بلیڈر نے کرسی صدارت سنبھالی اور اپنی اختتامی تقریر میں اسلام اور احمدیت کی تعلیم کو سراہا اور اس قسم کے جلسے منعقد کرنے کے فوائد بیان کئے۔ آخر میں مولانا امینی صاحب نے حاضرین بالخصوص صدر صاحبان جلسہ کا جماعت کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ اس موقعہ پر اسلام اور احمدیت کا لٹریچر بھی معززین میں تقسیم کیا گیا۔

اللہ تعالےٰ اس جلسہ کو مبارک کرے اور اس کے اچھے اثرات و نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

درویش فنڈ

ایک مستقل تحریک ہے!

قادیان کو آباد رکھنا ہر احمدی کا فرض ہے خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہتا ہو۔ مگر وہ احباب جو ہندوستان میں آباد ہیں اس جہت سے کہ یہ مقدس مقام ان کے اپنے ملک میں واقع ہے ان کی ذمہ داریاں اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں پس ہندوستان میں رہنے والے احباب کا فرض ہے کہ قادیان کی آبادی کے پیش نظر ان درویشان کی دلجمعی کا پورا پورا خیال رکھیں اور انہیں مالی تنگی کی وجہ سے پریشانیوں اور ذہنی کوفتوں سے دوچار نہ ہونے دیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی منظوری سے چندوں میں اضافہ آمد کے پیش نظر موجودہ مالی سال میں بھی درویش فنڈ کی تحریک کا بجٹ آٹھ ہزار روپے رکھا گیا ہے اور توقع کی گئی ہے کہ احباب جماعت مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے مرکز کی آواز پر لبیک کہیں گے اور لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کے علاوہ درویش فنڈ کی تحریک میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر متوقع اضافہ آمد کی رقم کو پورا کریں گے عنداللہ ماجور ہوں گے اور اپنے پیارے امام کی خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں گے۔

اس تحریک میں حصہ لینے کے لئے وعدوں کے فارم جملہ جماعتوں کو بھجوائے جا رہے ہیں۔ جملہ جماعتوں کے امراء، مبلغین، صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ درویش فنڈ کی تحریک کو تمام دوستوں تک پہنچا کر اور ان کے وعدے حاصل کر کے جلد از جلد مرکز میں بھجوائیں اور کوشش کریں کہ جماعت کا کوئی فرد اس بابرکت تحریک سے باہر نہ رہ جائے۔

ناظر بیت المال قادیان

مرکرہ میں تربیتی مشاغل اور ایک تربیتی جلسہ

مرسلہ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب بڑی بھکشو مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

(بتوسط نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان)

مکرم مولوی محمد یوسف صاحب زیر دی اپنی ایک تازہ رپورٹ میں تحریر کرتے ہیں:۔

میں آجکل مرکرہ کی جماعت میں آیا ہوا ہوں۔ اور احباب جماعت کی تعلیم و تربیت اور اسلام و احمدیت کی تعلیم سے واقفیت پیدا کرانے کے لئے کوشاں ہوں۔ فجر کی نماز کے بعد درس کتب حضرت مسیح موعودؑ اور صبح ۹ سے ۱۱ بجے تک اردو اور عربی تعلیم۔ مغرب کی نماز کے بعد عربی تعلیم اور مختلف مسائل پر تقریر کی جاتی ہے۔ اور ہر جمعرات کو تربیتی جلسہ منعقد کیا جاتا ہے۔ جس میں جماعت کے تمام احباب اور ان کے اہل و عیال حاضر ہوتے ہیں۔ مورخہ ۲۷ر اپریل جو تربیتی جلسہ کیا گیا۔ اس میں تلاوت اسماعیل صاحب نے کی اور نظم شریف صاحب نے پڑھی۔ اس کے بعد نماز کی فرضیت کے عنوان پر محمد عمر صاحب نے۔ حسن صاحب نے "ایمان" کے موضوع پر۔ احمد باوا صاحب نے "اسلام" کے عنوان پر۔ عبدالصمد صاحب نے بچوں کے کام۔ عباس احمد صاحب نے نماز اور خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اظہار خیال کیا۔ یہ جلسہ خاکسار کی صدارت میں ہوا۔ اور نماز مغرب کے بعد سے عشاء کی نماز تک پروگرام جاری رہا۔ جس میں جماعت کے خدام۔ انصار۔ اطفال اور لجنہ اماء اللہ نے حصہ لیا۔ تمام تقاریر اردو زبان میں تھیں۔ تاکہ احباب میں اردو سیکھنے کا سلسلہ پیدا ہو۔ جلسہ بعد دعا اختتام پذیر ہوا۔

جناب پنڈت موہن لال صاحب وزیر صنعت کی قادیان میں آمد

قادیان مورخہ ۱۳ رمئی۔ آج حسب پروگرام جناب پنڈت موہن لال صاحب وزیر صنعت ولوکل باڈیز حکومت پنجاب بھگت پورہ نزد ڈی۔ اے۔ وی سکول قادیان کی ایک تقریب کے سلسلہ میں قادیان تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ پروفیسر دیوان چند صاحب شرما ممبر پارلیمنٹ۔ پنڈت گورکھ ناتھ صاحب ایم۔ ایل۔ اے پریذیڈنٹ ضلع کانگرس کمیٹی۔ مہاشہ اننت رام صاحب۔ مسٹر خیراتی رام صاحب ۔۔۔۔ لالہ پرشوتم داس مینیجر بھاٹیہ ٹرانسپورٹ کمپنی۔ سردار زمیندر سنگھ صاحب بطور جنرل سیکرٹری کانگرس وغیرہ بہت سے معززین تھے۔

جناب سردار گردیال سنگھ صاحب باجوہ پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی قادیان کی کوٹھی پر شہر کے معززین نے جناب پنڈت صاحب اور ان کے ساتھیوں کا استقبال کیا۔ اس موقعہ پر جناب مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ اور جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ سلسلہ کی طرف سے موجود تھے۔ باجوہ صاحب کی کوٹھی پر تقریباً آدھ گھنٹہ ٹھہرنے کے بعد وزیر صاحب مع ساتھیوں کے بھگت پورہ گئے۔ جہاں پر منڈل کانگریس کمیٹی کے زیر اہتمام بھگت پورہ اور ارد گرد کے دیہات کے بہت سے لوگ جمع تھے۔ اس جلسہ میں مقامی لوگوں کی طرف سے جناب وزیر صاحب کی خدمت میں ایڈریس پڑھا گیا۔ جس میں بھگت پورہ کی علیحدہ پنچائت۔ پانی کے نکاس۔ جنج گھر اور مکانات پختہ تیار کرانے تعلیمی اور طبی سہولیات دینے میں گورنمنٹ ۔۔۔ امداد کی درخواست کی۔ وزیر صاحب موصوف نے ان مطالبات پر ہمدردانہ غور اور امداد کا وعدہ فرمایا۔ جنج گھر کی تعمیر کے سلسلہ میں انہوں نے فرمایا کہ آجکل شادی بیاہ میں اس قسم کے رواج بن چکے ہیں کہ بہت سا روپیہ بلا ضرورت خرچ کیا جاتا ہے۔ دوستوں کو کوشش کرنی چاہیئے کہ برات میں کم سے کم افراد کو شامل کیا جائے۔ اور جہیز وغیرہ پر بھی جتنا کم خرچ کیا جائے۔ انہوں نے اپنی مثال دی کہ ان کے بیٹے کی شادی پر کوئی برات نہیں گئی بلکہ صرف چار افراد خاندان کے دولہا کے ساتھ گئے۔ اور جہیز اور بری بالکل نہیں دی گئی۔

اس موقعہ پر پروفیسر دیوان چند صاحب شرما ایم۔ پی۔ پنڈت گورکھ ناتھ صاحب اور سردار چنن سنگھ آف ملکوال نے تقاریر کیں۔ جلسہ کے بعد اہل قریہ نے وزیر صاحب موصوف اور دیگر معززین کی چائے سے تواضع کی۔ اس موقعہ پر مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل۔ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی اور مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت نے بھی شرکت کی۔ شام کے کھانے کی دعوت جناب سردار ستنام سنگھ صاحب رجسٹرار بٹالہ و ممبر میونسپل کمیٹی قادیان نے جناب وزیر صاحب کے اعزاز میں کی۔ اور رات دس بجے جناب وزیر صاحب مع اپنے ساتھیوں کے امرتسر ۔۔۔ روانہ ہو گئے۔

(نامہ نگار)

ولادت۔ خاکسار کے بڑے ماموں مکرم عبدالرزاق صاحب مالاباری (پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بمبئی) کو خدا تعالیٰ نے دوسری لڑکی اور مورخہ ۸ رمئی رحیمہ کے ماموں مکرم پی محمد صاحب مالاباری کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولودین کا نام علی الترتیب سعیدہ اور محمد سلیم رکھا گیا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا کرے اور خادم دین بنائے آمین۔ اس خوشی میں البشریٰ کے ۱۵ روپے درویش فنڈ میں دیئے ہیں۔ خاکسار محمد عمر مالاباری متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

جناب مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل کو میونسپل کمیٹی قادیان کی طرف سے خراجِ تحسین

جناب مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی قادیان کے متعلق ان کے عہدہ سے سبکدوشی کے موقعہ پر مندرجہ ذیل ریزولیوشن متفقہ طور پر کمیٹی کی طرف سے منظور کیا گیا۔ تقسیم ملک کے بعد خراج تحسین شکریہ کا یہ پہلا ریزولیوشن ہے جو کسی عہدہ دار کی خدمات کے اعتراف میں بوقتِ فراغت و عہدہ پاس کیا گیا۔ خدا تعالیٰ جناب مولوی صاحب کے لئے اور سلسلہ کے لئے اس کو مبارک فرمائے۔ آمین

ناظر امور عامہ قادیان

نقل ریزولیوشن نمبر ۲ اجلاس عام مورخہ ۲۲-۴-۶۱ میونسپل کمیٹی قادیان

تحریک صاحب صدر کہ مولوی عبدالرحمن صاحب جنہیں میونسپل کمیٹی کی طرف سے اپریل ۱۹۶۰ء میں وائس پریذیڈنٹ کا عہدہ دے کر نہایت اہم ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ انہوں نے نہایت محنت، دیانتداری، تندہی، جانفشانی اور خوش اسلوبی سے اپنی ذمہ داری کو سرانجام دیا ہے۔ بالخصوص دفتر کے کام متعلقہ جات مثلاً انسپکشن ہو نگیات۔ پڑتال ہوس ٹیکس۔ تہ بازاری۔ لائسنس سائیکل ٹیکس وغیرہ اپنے سابقہ سال کے تجربہ سے جو کچھ بہتری کی ہے اور کام کی رفتار کو تیز کر دیا ہے نمایاں طور پر قابل تحسین ہے لہٰذا تجویز کی جاتی ہے کہ ان کا مذکورہ تندہی اور جانفشانی سے کام کرتے ہوئے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے پر میونسپل کمیٹی قادیان کی طرف سے شکریہ کا ریزولیوشن پاس کیا جاوے۔ تاکہ آنے والے اصحاب اُن کی تقلید و پیروی میں فخر محسوس کریں۔

اتفاق رائے سے منظور ہے۔

سیکرٹری میونسپل کمیٹی قادیان ۱۱-۵-۶۱

نمبر ۲۷۰ مورخہ ۱۱-۵-۶۱

Secretary Municipal Committee Qadian 11-5-61

خلائی تسخیر (بقیہ ص ۲)

بالکر میدان مار لینے پر دھمکی آمیز اعلان کئے ہی تھے کہ چند روز بعد ہی امریکہ نے اسے بھی کوئی اچنبھے کی بات نہ رہنے دیا۔ اور امریکی ہوا باز ایلن شیفرڈ نے بھی ایسا سفر کر دکھایا۔ نہ صرف یہ بلکہ امریکہ کے اُس دیو قامت مصنوعی سیارہ ایکو کو تو شاید دنیا کے سبھی لوگ بچشم خود مشاہدہ کر چکے ہونگے جو ایک سال سے زائد عرصہ سے برابر فضا میں گھوم رہا ہے اور نہ جانے اب تک ہماری زمین کے کتنے چکر پورے کر چکا ہے۔

یہ سائنسی ترقی اور تسخیر کائنات کی مساعی بہت ہی مبارک ہوتی اگر اس کی تمام تر کوشش انسان کے دکھوں کا ازالہ اور اس کی گوناگوں مشکلات پر قابو پانے اور ہر جہت سے [illegible] نے اس کی زندگی کو سکھ چین [illegible] موجب بنے۔ لیکن صرف [illegible] اگر ہو کچھ منفعت نظر آ رہا ہے وہ اس [illegible] مختلف ہے چنانچہ اخبار لائیو پر دیکھنے والوں اور اس جہت پر سوچ بچار کرنے والوں کی نگاہ جو بات کو شدت سے محسوس کر رہی ہیں۔ چنانچہ جن دنوں یوری گاگارین کے خلائی سفر سے بسلامت واپس آجانے کا بڑا چرچا تھا برطانیہ میں ہندوستان کی ہائی کمشنر مسز

ہے لکشمی پنڈت نے لندن میں بڑا ہی پُر لطف بیان دیا۔ آپ نے بتایا کہ

"بلاشبہ یوری گیگارین نے خلا میں سفر کر کے بہت زیادہ حوصلہ مندی کا ثبوت دیا ہے۔ مگر جس طرح یہ خبریں آ رہی ہیں اور انہیں جس طرح پیش کیا جا رہا ہے اس میں کچھ متاثر نہیں ہوئی۔ ہم اس وقت ایک ایسی دنیا میں رہ رہے ہیں جس میں یقیناً بے چینی اور پریشانی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ دوسرے ستاروں کو فتح کر کے ہم کیا حاصل کریں گے۔ پہلے ہمیں اپنی دنیا کے مسائل حل کرنے چاہئیں اور پھر اس کے بعد ستاروں پر کمندیں پھینکنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

(الجمعیتہ دہلی ۲۱-۵-۶۱ء)

بس ضرورت ہے اس بات کی کہ دنیا کے یہ بڑے لوگ سنجیدگی سے ان باتوں پر بھی غور کریں مگر شاید اُن کو دنیا کے مسائل کے حل سے کہیں زیادہ خواہش دنیا پر اپنی برتری کا سکہ جمانے کی ہو۔ اور یہ صورت بہر حال بہت خوفنا[illegible]

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۸-۵-۶۱ رجسٹرڈ نمبر ل ۶۷